حضرت سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد پر دلپذیر تصنیف

عقیدۂ سیدنا امام بخاری



مؤلف:

علامہ ابو الفیض محمد شریف القادری رضوی

ناشر
اکبر بُک سیلرز لاہور

حضرت سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
کے عقائد پر دلپذیر تصنیف

عقیدہ سیدنا امام بخاری

مؤلف:
علامہ ابوالفیض محمد شریف القادری رضوی

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 37352022

نام کتاب	....	عقیدہ امام بخاری
مؤلف	....	علامہ ابوالفیض محمد شریف القادری رضوی
تصحیح	....	محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی
صفحات	....	160
تعداد	....	600
کمپوزنگ	....	کاشف عباس
اشاعت	....	جون 2013ء
ناشر	....	اکبر بک سیلرز لاہور
قیمت	....	150 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر
40 اردو بازار
لاہور

فہرست

شرفِ انتساب

سید الاولیاء امام الاتقیاء قطب الاقطاب فرد الافراد
غوث الاغواث، سید الاسیاد، شیخ الملک والجن والانس علی الاطلاق
بالاتفاق غوث الاعظم، غوث العالمین شہنشاہ بغداد سرکار
سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی حسنی حسینی
حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ
کے مبارک نام کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں

گدائے غوث اعظم رضی اللہ عنہ

ابو الفیض محمد شریف القادری رضوی

بفیضانِ نظر

نائب محدث اعظم، فیض یافتہ امیر ملت پاسبان مسلک رضا، پیر طریقت، امیر شریعت سیدی و مرشدی حضرت مولانا مفتی پیر ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی مدظلہ العالی امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان (گوجرانوالہ)

الاھداء

رئیس المحدثین، سراج العارفین، سلطان المناظرین، قطب الاولیاء، سراج الفقہا پیر طریقت، رہبر شریعت سیدی وسندی واستاذی حضور پیر ابوالفیض محمد عبدالکریم قادری چشتی رضوی حضور محدث ابدالوی رحمۃ اللہ علیہ

بوساطت

پیر طریقت، رہبر شریعت، شیخ الحدیث والتفسیر جگر گوشہ حضور محدث ابدالوی سیدی وسندی واستاذی حضرت مولانا پیر محمد نور المجتبیٰ چشتی رضوی مدظلہ العالی مہتمم و مفتی و شیخ الحدیث مرکزی دار العلوم چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں شریف

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ادنیٰ نیازمند

ابوالفیض محمد شریف القادری رضوی

تقریظ مبارک

رئیس المناظرین سند المدرسین محقق دوراں صوفی باصفا استاذی المکرم
حضرت علامہ مولانا محمد یونس قادری دامت برکاتہم العالیہ
مدرس مرکزی دار العلوم چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ
وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ ﷺ

کتاب ہذا حضرت علامہ مولانا ابوالفیض محمد شریف القادری رضوی کی تصنیف ہے جس میں انہوں نے شیخ المحدثین سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ کے عقیدے کے بارے میں بڑے شاندار طریقہ سے وضاحت کی ہے اور صحیح بخاری شریف کی احادیث مبارکہ سے امام بخاری کا عقیدہ اہل سنت ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے جیسا کہ اس کتاب میں آپ پڑھیں گے انشاءاللہ۔

کیونکہ جس کا عقیدہ پرکھنا ہو اور دیکھنا ہو اس کی گفتار یا اس کی تحریر سے پتا چل جاتا ہے۔ سیدنا امام بخاری کا مقام مصطفیٰ ﷺ شان اولیاء علم غیب، نورانیت، حاضر و ناضر، اختیارات اور دیگر جملہ عقائد اہل سنت مثبت انداز میں بیان فرمانا ان کے سنی ہونے کی واضح دلیل ہے اور اس بات میں شک نہیں کہ تمام ائمہ محدثین ائمہ فقہا، ائمہ اولیاء اکرام اور صحابہ اکرام سب اہل سنت تھے۔ اور قیامت تک جو بھی اولیاء اکرام ہوں گے سب اہل

سنت سے ہوں گے۔ کوئی بھی غیر سنی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالی مولانا موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور نافع خاص و عام بنائے اور ہم سب کو رسول اللہ ﷺ کی سچی غلامی نصیب فرمائے آمین۔

بحرمة سيد المرسلين عليه الصلوة والتسليم

میاں محمد یونس قادری

مدرس دار العلوم چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں

اعتذار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین.

بندہ ناچیز کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ فن تصنیف وتالیف کی مجھ گنہگار میں اہلیت نہیں فقط اس نیت سے قلم کو اٹھایا ہے کہ جن نفوس قدسیہ نے شب وروز کی محنت شاقہ سے دین متین کا کام کیا ہے ان بابرکت لوگوں میں مجھ سیاہ کار کا بھی نام آجائے۔ کیونکہ حدیث پاک ہے۔

من تشبہ بقوم فھو منھم

ترجمہ: جو کسی قوم سے مشابہت کرے تو وہ انہیں میں سے ہے

لہٰذا محترم قارئین کرام اور بالخصوص اہل علم حضرات کی بارگاہ میں ملتمس ہوں کہ اس سیاہ کار کی کوتاہیوں سے چشم پوشی فرماتے ہوئے دامن عفو میں جگہ عنایت فرمائیں اور دعاء خیر سے نوازیں اور اگر کوئی خیر اور بھلائی کی بات دیکھیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اگر غلطی دیکھیں تو یقیناً وہ میری طرف سے ہے آپ بس اتنی نوازش فرمائیں کہ مطلع فرما کر اجر عظیم حاصل کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس غلطی کا ازالہ ہو سکے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے اور اس کو میں پوری امت مسلمہ کے لیے ایصال ثواب کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھ گنہگار اور میرے اساتذہ اکرام اور میرے والدین سمیت پوری امت مسلمہ کی بخشش فرمائے آمین

بحرمة سيد الانبياء والمرسلين صلى الله على حبيبه
محمد وعلى اله وبارك وسلم اجمعين.

ابوالفیض محمد شریف القادری رضوی
مہتمم جامعہ غوثیہ چشتیہ رضویہ
قلعہ دیدارِ مصطفیٰ (سنگھ)
0301-6607712
0347-6137930

عرضِ مصنف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقیر کے اکتساب علم دین وسلسلہ طریقت کا کچھ تذکرہ

بندہ ناچیز ان نفوس قدسیہ کا ساری زندگی شکریہ ادا نہیں کرسکتا اور میری زندگی کے ایک ایک لمحہ میں ان کے کئی احسانات ہیں جن کی صحبت وتربیت سے خدمت دین کی سعادت حاصل ہوئی اور میرے نزدیک میرے لیے یہ بہت عظیم ہستیاں ہیں جنہوں نے مجھ گنہگار کو علم دین کی تعلیم دی اور بالخصوص خانقاہ ڈوگراں شریف مرکزی دارالعلوم جامعہ چشتیہ رضویہ آستانہ عالیہ حضور محدث ابدالوی رحمۃ اللہ علیہ مربی من سیدی وسندی حضور پیر ابوالفیض حضرت علامہ محمد عبدالکریم محدث ابدالوی رحمۃ اللہ علیہ خود حیات تھے جب میں حضرت کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا اور آپ کی زیارت سے مستفیض ہوا اور درس نظامی کا فیض حاصل کیا جب میں نے علم دین پڑھنا شروع کیا تقریباً 1994ء تھا مرکزی دارالعلوم چشتیہ رضویہ میں داخل ہونے کے بعد جن اساتذہ اکرام سے اکتساب علم دین کیا ان کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔

پیر طریقت، رہبر شریعت، قطب عالم حضور محدث ابدالوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے شہزادگان میں سے شیخ الحدیث والتفسیر حضرت صاحبزادہ مولانا پیر محمد نور المجتبیٰ چشتی صاحب جو کہ آج کل مرکزی دارالعلوم کے مفتی وشیخ الحدیث ہیں اور دیگر صاحبزادگان سے بھی کچھ اسباق پڑھے ہیں اور مناظر اسلام، رئیس المدرسین، صوفی باصفا حضرت علامہ مولانا میاں محمد یونس قادری صاحب مدظلہ العالی اور مناظر اسلام، رئیس المدرسین حضرت علامہ مولانا محمد مقصود احمد قادری صاحب مدظلہ العالی۔ ان حضرت سے درس نظامی پڑھنے کا گنہگار کو شرف حاصل ہوا اور اسی تعلیمی دور میں کسی مرشد کامل کے دست حق

پر بیعت کرنے کا ذہن بنا تو گوجرانوالہ شریف میں مشہور معروف بزرگ، علمی اور روحانی شخصیت پیر طریقت رہبر شریعت، عالم باعمل، ولی کامل، پیکر صدق وصفا، پاسبان مسلک امام احمد رضا، فیض یافتہ حضرت امیر ملت نائب حضرت محدث اعظم پاکستان، حضرت علامہ الحاج سیدی مرشدی حضور پیر ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی دامت برکاتہم القدسیہ، امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان کی بارگاہ میں حاضر ہوکر بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا قبلہ حضرت صاحب نے مجھ گنہگار کو سلسلہ قادریہ رضویہ میں شامل فرمالیا۔

بعدازاں کچھ عرصہ 2010ء رمضان شریف میں حضور قبلہ پیر صاحب نے سلسلہ کی اجازت بھی عنایت فرمادی۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے مرشد پاک اور آپ کے صاحبزدگان حضرت صاحبزادہ محمد داؤد قادری رضوی اور حضرت صاحبزادہ محمد رؤف قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کو ابدی عظمتیں عطا فرمائے' آمین بحرمة سيد العالمين عليه الصلوٰة والتسليم اور پھر اس کے بعد دورہ حدیث شریف کے لیے فیصل آباد مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام، آستانہ عالیہ حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوا اور سند المحدثین شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سیدی واستاذی حضور ابوالخیر حافظ غلام نبی صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سے دورہ حدیث شریف پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے میرے جملہ اساتذہ کرام ذوالاحتشام کو دارین کی برکات سے نوازے اور انہیں دائمی طور پر اللہ کی رضا حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

جن کی نگاہ شفقت سے مجھ گنہگار کو خدمت دین کی توفیق ملی۔

العبد الحقیر

ابوالفیض محمد شریف القادری رضوی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سوہنے آقا تو صدقے میں جاواں — سوہنا جے آوے تے خوشیاں مناواں
پیر جے پاوے میرے وی دہڑے — مک جاون دنیا دے سارے ہی جھیڑے
سوہنے دے راہ وچ اکھیاں وچھاواں — سوہنے آقا تو صدقے میں جاواں
سوہنا جے آوے تے خوشیاں مناواں — سوہنا جے آکے پاوے تجلی
عشق نبی وچ ہو جاواں میں جھلی — پھر سوہنے دے قدماں تے لب میں ٹکاواں
سوہنے آقا تو صدقے میں جاواں — سوہنا جے آوے تے خوشیاں مناواں
سوہنا قدمی جے مینوں وی لاوے — دکھاں غماں توں جان چھڈاوے
خوشی وچ آکے میں محفل سجاواں — سوہنے آقا تو صدقے میں جاواں
سوہنا جے آوے تے خوشیاں مناواں — اک واری آجا سوہنیاں تو چل کے
بیٹھا شریف اے راہواں توں مل کے — روندا پیا اے لے لے کے ہاواں
سوہنے آقا تو صدقے میں جاواں — سوہنا جے آوے تے خوشیاں مناواں۔

کلام مصنف

(ابوالفیض محمد شریف القادری رضوی)

نعت شریف

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے
مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے
میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے
حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے
چل اُٹھ جبہہ فرسا ہو ساقی کے در پر
در جود اے میرے ستانے والے
تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے
رہے گا یوں ہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے
اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے
رضاؔ نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

(کلام اعلیٰ حضرت از حدائق بخشش)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ!

شیخ المحدثین حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آپ کا ائمہ محدثین میں جو مقام ہے اس کو کون نہیں جانتا۔ جب آسمان علم حدیث پر حضرت امام بخاری کا سورج طلوع ہوا تمام محدثین سے سبقت لے گئے اور سب نے آپ کو امیر المؤمنین فی الحدیث مانا' حضرت امام بخاری بے پناہ قوت حافظہ کے مالک تھے جس کتاب کو ایک نظر دیکھ لیتے تھے وہ انہیں حفظ ہو جاتی تھی تحصیل علم کے ابتدائی دور میں انہیں 70 ہزار احادیث مبارکہ حفظ تھیں۔ اور پھر بعد میں آپ تین لاکھ احادیث مبارکہ کے حافظ ہو گئے۔ سبحان اللہ یہ امام بخاری کی قوت حافظہ کا مقام تھا۔ اور آپ بے حد عبادت گزار شب بیدار تھے۔ کثرت سے روزے رکھتے تھے اور رمضان شریف میں ہر روز ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ آپ بڑے خلیق اور انتہائی بردبار اور بڑے حلم والے تھے مزاج اور طبیعت کے اعتبار سے بہت سادہ تھے تقویٰ اور پرہیزگاری کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ اور آپ کثرت سے صدقہ کرتے تھے۔ لہٰذا بہت زیادہ صفات کے مالک تھے۔ ہمارا اصل مقصد عقیدہ سیّدنا امام بخاری کو بیان کرنا ہے یہ تو آپ کی شخصیت کا تعارف کراتے ہوئے ایک دو چیزوں کا ذکر کیا ہے ورنہ آپ کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں۔

حضرت سیّدنا امام بخاری کا نام مبارک امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری ہے آپ کے والد گرامی بہت بڑے عظیم محدث اور ایک صالح بزرگ تھے۔ حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اہلسنّت و جماعت تھا۔ اور آپ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

کے مقلد تھے۔ ان کی زندگی کا ایک ایک عمل متابعت رسول ﷺ کا مظہر تھا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امام بخاری پر بہت زیادہ عنایات تھیں۔ اس لیے ان کا چہرہ ہمیشہ خوف الٰہی سے زرد اور محبت رسول ﷺ سے روشن رہتا تھا اور ان کا فیضان کا سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ آج امت مسلمہ دین کے جن احکام سے واقف ہے ان میں امام بخاری کی خدمات کا بہت بڑا حصہ ہے۔

اب ہم حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ اہلسنّت و جماعت ہونے کے بارے میں کچھ دلائل کا ذکر کرتے ہیں اس لیے کہ کچھ لوگ آپ کی صحیح بخاری شریف سے چند ایک مرضی کی حدیثیں لے کر جو کہ فروعی مسائل کے بارے میں ہیں عقیدہ اہلسنّت سے ہٹانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں جو سراسر خیانت ہے اس لیے صحیح بخاری شریف کی احادیث مبارکہ سے حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تمام اصولی مسائل میں عقیدہ اہل سنت ہونا ثابت ہے آگے ہم تمام عقائد کے بارے میں صحیح بخاری شریف کی کچھ احادیث کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اہلسنّت و جماعت ہونا ثابت کرتے ہیں۔ چنانچہ دلائل کا آگے ذکر آتا ہے ملاحظہ کیجیے۔

چناچہ سب سے پہلے ہم علم غیب کے بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ دیکھتے ہیں اس لیے کہ آج لوگوں نے اس مسئلہ کو بہت الجھا دیا ہے۔ حالانکہ بات واضح ہے قرآن پاک میں نفی کی آیات بھی ہیں اور اثبات کی آیات بھی ہیں جہاں نفی ہے وہاں ذاتی علم غیب کی نفی ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ذاتی علم غیب نہیں جانتا اور جن آیات میں ثبوت ہے وہاں عطائی علم غیب کا ثبوت ہے لیکن لوگ نفی والی آیات پڑھ پڑھ کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور عطائی علم غیب والی آیات پڑھنا انہیں نصیب ہی نہیں نہ یہ پڑھتے ہیں اور نہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اور بالخصوص ہمارے پیارے نبی ﷺ کو اولین و آخرین کا بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ علم عطاء فرمایا ہے اور علم غیب کا عطا

کرنا قرآن پاک کی متعدد آیات سے ثابت ہے اور حدیثیں تو اتنی زیادہ ہیں کہ بیان سے ہی باہر ہیں اور تو اور صرف بخاری شریف میں ہی کئی سینکڑے حدیثیں ہیں اور باقی ہزاروں لاکھوں کتب علیحدہ ہیں۔

اگر کسی نے اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا نظارہ کرنا ہو تو ہماری کتاب فیض البخاری در مسئلہ علم محبوب باری کا مطالعہ کرے اس کتاب میں صحیح بخاری شریف سے 210 احادیث مبارکہ اخذ کی گئیں ہیں پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔ انشاء اللہ ایمان کی کلیاں کھل جائیں گی چنانچہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ علم غیب کے بارے میں ملاحظہ کیجیے انہوں نے اپنی صحیح بخاری شریف میں اس بات کو واضح کرنے کے لئے علم غیب کی احادیث کو درج کر کے ثابت کر دیا ہے کہ ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔

علم غیب کے بارے میں

سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِیْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَیْنِ فَغَرَزَ فِیْ کُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةً قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ یُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ یَیْبَسَا وَقَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰی وَحَدَّثَنَا وَکِیْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا مِّثْلَهٗ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ انہیں عذاب ہو رہا ہے اور کسی کبیرہ گناہ کے باعث نہیں۔ ان میں سے ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلیاں کھاتا پھرتا تھا پھر ایک سبز ٹہنی لی اور اس کے دو حصے کر کے ہر قبر پر ایک ایک حصہ گاڑ دیا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم)! ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں تو شاید ان کے عذاب میں کمی ہوتی رہے۔

ابن مثنیٰ، وکیع، اعمش نے مجاہد سے ایسا ہی سنا ہے۔

فائدہ:

یہ حدیث عجائبات میں سے ہے کہ نگاہ مصطفیٰ ﷺ کا حال بیان کر رہی ہے کہ پروردگار عالم کے محبوب اکرم نائب اعظم ﷺ کی نگاہوں سے قبر اور برزخ کے حالات بھی پوشیدہ نہیں ہیں۔ دو قبروں والوں کو ملاحظہ فرمالیا کہ انہیں عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ کن برائیوں کے باعث انہیں عذاب ہو رہا تھا غور طلب بات ہے کہ ان دونوں کے متعلق جو خدا نے فیصلہ کیا اس کا محبوب خدا ﷺ کو کیسے پتا لگا؟ جب اس حقیقت کو جان اور مان لیا جائے گا تو حضور ﷺ کے خدا داد کمالات کا انکار کرنے کی گنجائش ہی نہیں رہے گی۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ مردے کو قبر میں عذاب ہوتا یا راحت ہوتی ہے تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جب مردہ برزخ میں عذاب یا راحت دیا جاتا ہے تو یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس کے حواس باقی رہتے ہیں۔ یعنی مردہ سنتا اور دیکھتا ہے جیسا کہ متعدد احادیث میں اس کا واضح بیان موجود ہے جن کا انکار کرنا زندہ حقیقت کا جھٹلانا ہے خدائے ذوالمنن ہر مدعی اسلام کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَاَتِهٖ فَاطِمَةَ عَنْ جَدَّتِهَا اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَآئِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُّصَلُّوْنَ وَاِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَآءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَاَشَارَتْ اَيْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ وَجَعَلْتُ اَصُبُّ فَوْقَ رَاْسِيْ مَآءً فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَیْءٍ کُنْتُ لَمْ اَرَہٗ اِلَّا قَدْ رَاَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا حَتّٰی الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّکُمْ تُفْتَنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ لَآ اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَتْ اَسْمَآءُ یُؤْتٰی اَحَدُکُمْ فَیُقَالُ لَہٗ مَا عِلْمُکَ بِھٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَتْ اَسْمَآءُ فَیَقُوْلُ ھُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جَآءَنَا بِالْبَیِّنَاتِ وَالْھُدٰی فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَیُقَالُ لَہٗ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا اِنْ کُنْتَ لَمُؤْمِنًا وَّاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَتْ اَسْمَآءُ فَیَقُوْلُ لَآ اَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَقُلْتُہٗ

(بخاری فی کتاب الوضوء)

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ کے پاس آئی جب کہ سورج کو گرہن لگا ہوا تھا اور لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے تو یہ بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا میں نے کہا کہ نشانی؟ پس اثبات میں اشارہ کیا۔ میں کھڑی رہی یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی تو میں نے اپنے سر پر پانی ڈالا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی۔ پھر فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں جو میں نے نہیں دیکھی تھی مگر اس جگہ پر دیکھ لی۔ حتیٰ کہ جنت اور دوزخ بھی اور مجھ پر وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمہارا امتحان ہوگا۔ دجال کے فتنے جیسی آزمائش یا اس کے قریب مجھے نہیں معلوم کہ حضرت اسماء نے ان میں سے کون سی بات فرمائی۔ تم میں سے ایک کے پاس فرشتہ آئے گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ

اس آدمی کے متعلق تو کیا جانتا ہے جو ایمان والا یا یقین والا ہوگا۔ مجھے نہیں معلوم کہ حضرت اسماء نے کون سا لفظ فرمایا وہ کہے گا کہ یہ اللہ کے رسول محمد مصطفی ﷺ ہیں جو ہمارے پاس نشانیاں اور ہدایت لے کر تشریف لائے۔ ہم نے ان کی بات مانی، ایمان لائے اور پیروی کی اس سے کہا جائے گا کہ آرام سے سوجا ہمیں یہ بات معلوم تھی کہ تو ایمان والا ہے اگر وہ منافق یا شک کرنے والا ہوگا مجھے معلوم نہیں کہ حضرت اسماء نے کون سا لفظ کہا۔ تو کہے گا کہ مجھے نہیں معلوم میں لوگوں کو جو کچھ کہتے ہوئے سنتا تھا تو وہی کہہ دیتا تھا۔

فائدہ:

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں جنہیں ذہن میں رکھنا چاہیے۔ پہلی بات یہ کہ اس نماز کسوف کے دوران رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی ہر چیز کا مشاہدہ فرمالیا تھا یہاں تک کہ جنت و دوزخ کو بھی دیکھ لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دیکھنا معجزے کے طور پر تھا۔ یعنی خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی وقت میں کائنات کی ہر چیز دکھادی۔ اگر یہ کمال ہمیشہ کے لئے عطا فرمادیا ہوتو اسے شرک قرار نہیں دیا جاسکتا ایک تو اس وجہ سے کہ یہ کمال پروردگار عالم نے عطا فرمایا ہے۔ ذاتی وصف سے عطائی وصف کا مقابلہ کیا؟ دوسرے یوں بھی یہ بات شرک نہیں ہوسکتی کہ جب خدا تھوڑی دیر کے لئے یہ کمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادیتا تھا جیسا کہ متعدد احادیث میں واضح طور پر موجود ہے تو زیادہ دیر کیلئے عطا فرمانا شرک کیسے ہوگا؟ اگر یہ شرک ہوتو لازم آئے گا کہ خدا تھوڑی دیر کے لئے تو اپنا شریک خود بنالیتا ہے لیکن زیادہ دیر کے لئے نہیں بناتا اور یہ خیال سرے سے ہی غلط ہے۔ دوسری بات ماعلمك بهذا الرجل کے لفظوں سے یہ سامنے آئی کہ نکیرین کے سوالات کے وقت اس مرنے والے کی قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری بھی ہوتی ہے۔

ممکن ہے کہ اس لمحے کے اندر پوری دنیا میں ہزاروں آدمی قبر میں رکھے جائیں تو آپ کی ہر قبر میں جلوہ گری ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدائے ذوالمنن نے اپنے محبوب کو ایسی معجزہ نما شان عطا فرمائی ہوئی ہے کہ ایک ہی وقت میں آپ ہزاروں جگہوں پر تشریف فرما ہو سکتے ہیں اور دیکھنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکتے ہیں۔ علم غیب کے بارے میں اس سے سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ثابت ہوگیا کہ اس سے اشارۃً حاضر و ناظر کا مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے اس کی پوری وضاحت آگے آئے گی انشاء اللہ۔

سرِ عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

اختیاراتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں

سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

فقط اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی
تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
کہا جو شب کو کہ دن ہے تو دن نکل آیا
جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ فَقَالَ وَمَا ذَالِكَ قَالَ وَقَعْتُ بِاَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَّالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ عَلٰى اَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجَ مِنَّا قَالَ اذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ (رواه البخاری فی کتاب الھبۃ)

ترجمہ: حمید بن عبدالرحمن کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہنے لگا

کہ میں ہلاک ہوگیا...... فرمایا تمہیں کیا ہوگیا ہے ہے؟ عرض کی کہ میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ فرمایا کہ کیا غلام آزاد کردو گے؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا کہ روزے رکھو دو ماہ۔ عرض گزار ہوا کہ نہیں طاقت۔ فرمایا کہ کیا تمہیں توفیق ہے کہ 60 مسکینوں کو کھانا کھلا دو؟ عرض کی کہ نہیں پس ایک انصاری عرق میں کھجوریں لے کر حاضر بارگاہ ہوگیا (عرق کھجوریں ماپنے کا ایک پیمانہ ہوتا تھا) فرمایا کہ انہیں لے جاؤ اور خیرات کراآؤ۔ عرض کی کہ یارسول اللہ! کیا اپنے سے زیادہ ضرورت مندوں کو دوں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ان دونوں سنگستانوں کے درمیان ہم سے زیادہ حاجت مند اور کوئی نہیں، فرمایا تو لے جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیع اختیارات کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجوروں کے ٹوکرے کو اس صحابی کا کفارہ قرار دے دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ثابت کردیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت وسیع اختیار عطا فرمائے ہیں اور دوسرا یہ پتا چلا کہ صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت وسیع اختیار عطا فرمائے ہیں اس لیے تو کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا بلکہ اس حدیث کو آگے بیان کر کے یہ ثابت کردیا کہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیع اختیار عطا فرمائے ہیں

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

اس حدیث کو لکھ کر حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اختیارات کے بارے میں اپنا عقیدہ واضح کردیا ہے کہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت وسیع اختیارات عطا فرمائے ہیں اگر ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں اس حدیث کو درج نہ کرتے۔

اوہدا حکم ہووے تے پتھراں نوں

بولن دا شعور آجاندا اے

حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمٌ اَبُو النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ ذٰلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ فَبَکٰی اَبُوْ بَکْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُکَائِهٖ اَنْ یُّخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُیِّرَ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَیَّرَ وَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ اَعْلَمَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبَا بَکْرٍ وَّلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ وَّلٰکِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابَ اَبِیْ بَکْرٍ

(رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ جو کچھ دنیا میں ہے یا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ان دونوں میں سے ایک کو پسند کرلے پس اس بندے نے اسے پسند کرلیا جو اللہ کے پاس ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) رونے لگے ہمیں

ان کے رونے پر تعجب آیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی شخص کے متعلق خبر دے رہے تھے کہ اسے اختیار دیا گیا جب ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو خود اپنے اختیار کے متعلق فرمایا تھا تو ہم پر واضح ہوگیا کہ حضرت ابوبکر ہم میں سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اپنی صحبت اور اپنے مال کے ساتھ سب سے زیادہ تعاون ابوبکر نے کیا ہے اگر میں خدا کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو بیشک وہ ابوبکر ہوتے لیکن اسلامی اخوت اور دوستی کا رشتہ تو موجود ہے آئندہ مسجد میں کسی کا دروازہ کھلا نہ رکھا جائے سوائے دروازہ ابوبکر کے۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی طرف ہی اشارہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اتنا وسیع اختیار دیا کہ پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہو تو ہمیشہ دنیا میں رہو اگر چاہتے ہو تو اپنے رب کے پاس آجاؤ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی اختیاری ہے جبکہ ہماری موت اضطراری ہے یعنی ہماری مجبوری کی موت ہے ہم چاہیں یا نہ چاہیں موت ہمیں نہیں چھوڑے گی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی اختیاری ہے۔

حالانکہ کے سبھی جانتے ہیں کہ موت کا ایک ایسا اٹل فیصلہ ہے جس میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر کی گنجائش نہیں خواہ کوئی بھی بڑے سے بڑا ہو موت اسے اپنے وقت پر آکر ہی رہے گی۔ ایک لمحے کے لیے بھی نہیں چھوڑنے گی۔ یہ تو ہے باقی لوگوں کا معاملہ لیکن ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے بھی سب سے اونچی شان والے اور اختیار والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا وسیع اور اتنا اعلیٰ اختیار عطا فرمایا کہ محبوب چاہتے ہو تو ہمیشہ ہمیشہ دنیا پر زندہ رہو اگر چاہتے تو

اپنے رب کے پاس واپس آ جاؤ۔ اس حدیث کو بھی حضرت سیدنا امام بخاری کا اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں درج کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت وسیع اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ یہ صحیح بخاری شریف سے ہم نے دو حدیثیں لکھی ہیں اگر اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو ہماری کتاب مالک کل کا مطالعہ کریں اس میں ہم نے اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پچیس حدیثیں بخاری شریف سے لکھی ہیں۔ اور اس کے علاوہ کئی قرآنی آیات سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت وسیع اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بہت مفید اور لاجواب کتاب ہے۔ جیسے جیسے آپ پڑھتے جائیں گے۔ انشاء اللہ گلستان ایمان میں بہار آتی جائے گی۔

او پتھراں نوں کلمہ پڑھا جاندا اے
اوہ اَن بولیاں نوں بلا جاندا اے
اوہ گونگیاں تھیں گلّاں کرا جاندا اے

نورانیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں

حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

کرم بن کر عطا بن کر سخا بن کر وفا بن کر
خدا کا نور آیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن کر

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰى حَاجَتَهٗ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَاَتَى الْقِرْبَةَ فَاَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءًا بَيْنَ وُضُوْئَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ اَبْلَغَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّرٰى اَنِّيْ كُنْتُ اَتَّقِيْهِ فَتَوَضَّاْتُ فَقَامَ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِاُذُنِيْ فَاَدَارَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهٗ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ فَاٰذَنَهٗ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّسَارِيْ نُوْرًا وَّفَوْقِيْ نُوْرًا وَّتَحْتِيْ نُوْرًا وَّاَمَامِيْ نُوْرًا وَّخَلْفِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا قَالَ كُرَيْبٌ وَّسَبْعٌ فِي التَّابُوْتِ فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِّنْ وَّلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِيْ بِهِنَّ فَذَكَرَ عَصَبِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَشَعَرِيْ وَبَشَرِيْ وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ

(رواه البخاری فی کتاب الدعوات)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رات حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گزاری۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور جب اپنی حاجت سے فارغ ہوئے تو منہ اور ہاتھ دھوئے اور سو گئے پھر کھڑے ہوئے مشکیزے کے پاس آئے اس کا منہ کھولا اور درمیانہ وضو کیا یعنی تھوڑا یا زیادہ پانی استعمال نہ فرمایا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور میں بھی کھڑا ہو گیا مگر دیر کر کے اٹھا کیونکہ مجھے یہ اچھا محسوس نہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سمجھیں کہ میں دیکھ رہا ہوں پس میں نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کیے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کان پکڑا اور مجھے بائیں جانب کھڑا کر لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری تیرہ رکعتیں پڑھیں پھر لیٹے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور آپ جب بھی سوتے تو خراٹے لیتے پھر حضرت بلال نے نماز کے لیے اذان پڑھ دی پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور آپ اپنی دعا میں کہہ رہے تھے اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر دے اور میری نگاہ میں نور اور میری سماعت میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور اور مجھے نور بنا دے۔ کریب کا بیان ہے کہ آپ نے سات چیزوں کا ذکر فرمایا۔ میں حضرت عباس کی اولاد میں سے ایک شخص سے ملا تو اس نے ان کا ذکر کر کے عصبی و لحمی و دمی، شعری اور بشری کا ذکر کیا نیز دو چیزیں بیان کیں۔

فائدہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میرے آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر نور ہی نور کر دے نیز میرے تمام اعضاء کو نورانی بنا دے اور آخر میں دعا کی

کہ واجعل لی نورًا اور مجھے سراپا نور بنادے۔ظاہر ہے کہ پروردگار عالم نے ضرور ایسا ہی کر دیا ہوگا۔لہٰذا رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کے نزدیک پہلے سے نور ہونے کا اب تو انکار نہ کریں اور وہ بھی کہا کریں کہ یارسول اللہ!:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور ، تیرا سب گھرانا نور کا

اس حدیث کو بیان کر کے حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کے بارے میں اپنا عقیدہ واضح کر دیا ہے کہ ہمارا عقیدہ بھی یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔اگر ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو اپنی صحیح بخاری شریف میں اس حدیث کو درج نہ کرتے۔ان کا اس حدیث کو درج کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے قائل تھے۔اور اس مسئلے کی تھوڑی سی ہم وضاحت کر دیتے ہیں ہمارا اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت کے لحاظ سے نور ہیں۔اور ظاہری صورت کے لحاظ سے آپ بے مثل بشر ہیں اس بارے میں بہت زیادہ حوالے موجود ہیں۔جیسا کہ بخاری شریف کی یہ حدیث جو اوپر مذکور ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا بیان مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر موجود ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت زیادہ حوالے ہیں۔اور مخالفین اہلسنّت کے علماء نے بھی نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا۔

وہ نور الٰہی یہ نور پیغمبر یہ صل علیٰ اور وہ اللہ اکبر
جو دیکھا کہ ہے سب حسینوں سے بہتر، کہا
پھر تو آغوش رحمت میں آجا جو تیرا نہیں وہ میرا نہیں

حاضر و ناظر کے بارے میں

حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

وہ جگہ ہی نہیں دو جہاں میں
جس جگہ تیرا جلوہ نہیں ہے

حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُالْاَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ وَقَالَ لِیْ خَلِيْفَةٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتُوُلِّیَ وَذَهَبَ اَصْحٰبُهٗ حَتّٰى اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَاَقْعَدَاهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ انْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا وَّاَمَّا الْكَافِرُ اَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِّنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ اُذُنَيْهِ فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَّسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيْهِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ

(رواہ البخاری فی کتاب الجنائز)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بندے کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس چل دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سن رہا

ہوتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آ کر اسے بٹھا لیتے ہیں اور کہتے ہیں تو اس شخص کے متعلق کیا کہتا ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس سے کہا جاتا ہے کہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کہ اس کے بدلے تجھے اللہ تعالیٰ نے جنت میں ٹھکانا دیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں دکھائے جاتے ہیں اور اگر وہ کافر یا منافق ہے تو کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے اس سے کہا جائے گا کہ نہ تو نے جانا اور نہ سمجھا پھر اسے لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جاتا ہے کانوں کے درمیان تو چیختا چلاتا ہے جس کو نزدیک والے سب سنتے ہیں سوائے جنوں اور انسانوں کے۔

فائدہ:

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ تمام مردے سنتے ہیں۔ لہٰذا سماع موتیٰ کا انکار کرنا دین سے بے خبر ہونے کی دلیل ہے۔ یا اہل حق کی مخالفت میں اس کا انکار کیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ عذاب قبر برحق ہے۔ تیسری بات یہ کہ قبر میں دو فرشتے ہر مرنے والے سے سوال کرتے ہیں۔ چوتھی بات یہ کہ ہر قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوتی ہے۔ پانچویں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر ایک کی نجات رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے پر موقوف ہے اور قبر میں صرف ایمان کی آنکھوں سے ہی اس جان ایمان کو پہچانا جا سکے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے
بحکم خدا تم ہو موجود ہر جا
بظاہر مدینہ ٹھکانہ تمہارا

نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلٰوتَهٗ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّيْ فَرَطٌ لَّكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِي الْاٰنَ وَاِنِّيْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا

(رواہ البخاری فی کتاب الجنائز)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز شہدائے احد پر نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور بے شک خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئی ہیں۔ یا زمین کی کنجیاں اور بے شک خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق ڈر نہیں ہے کہ میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم دنیا کی

محبت میں نہ پھنس جاؤ۔

فائدہ:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ آپ زمین پر بیٹھے ہوئے حوض کوثر کو دیکھ لیا کرتے تھے۔ جن کا خیال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیوار کے پرے بھی نہیں دیکھ سکتے تھے وہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر ہیں۔ ثانیاً اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حوض کوثر کو اپنا حوض فرمایا ہے کیونکہ پروردگار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آپ کو عطا فرما دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ خدا کی خدائی میں محمد کی بادشاہی حق اور مسلمہ ہے۔ ثالثاً: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے شرک میں مبتلا ہونے کا کوئی خدشہ نہیں تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کی جڑیں کاٹ دی تھیں۔ اس کے باوجود جن کو امت محمدیہ کا سواد اعظم شرک میں ڈوبا ہوا نظر آرہا ہے وہ خود ہی دیکھنے والی نگاہوں سے محروم ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سماعِ موتیٰ کے بارے میں

حضرت سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِىْ قَدِّمُوْنِىْ فَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا اَيْنَ يَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَىْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ

(رواہ البخاری فی کتاب الجنائز)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنازہ تیار کر کے رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں تو اگر وہ نیک ہے تو کہتا ہے جلدی لے چلو جلدی لے چلو۔ اگر نیک نہیں تو کہتا ہے کہ ہائے افسوس کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی آواز کو انسانوں کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے مرنے والا موت کے بعد سنتا بھی ہے اور کلام بھی کرتا ہے۔ اس کے کلام کرنے کا ذکر خود رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم بیان فرما رہے ہیں۔اور اسی بخاری شریف کی دوسری حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دفن کر کے لوٹتے ہیں تو ان کے قدموں کی آواز بھی سنتا ہے۔

اب بھی اگر کوئی کہے نہیں سنتے ان حدیثوں کا انکار کرے یہ بڑی بدبختی والی بات ہے۔اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔دوسرا حضرت سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی اس بارے میں واضح ہو گیا کہ وہ بھی سماع موتیٰ کے قائل تھے۔اسی لیے تو انھوں نے ان حدیثوں کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔اگر ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا ان احادیث مبارکہ کو اپنی کتاب میں درج نہ کرتے۔اللہ تعالیٰ حق بات کو ماننے کی توفیق دے۔

قسم خدادی تے پناہ خدادی برے عذاب جدائیاں
پچھلے لوگ جدائیاں کولوں دیندے گئے دہائیاں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اول و آخر ہونے کے بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ وَبِاِسْنَادِهٖ قَالَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّائِمِ الَّذِيْ لَا يَجْرِيْ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ

(رواہ البخاری فی کتاب الوضوء)

ترجمہ: ابوالیمان، شعیب، ابوالزناد، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہم ہی سب میں آخری اور سب سے پہلے ہیں۔ نیز اپنی دوسری اسناد کے ساتھ فرمایا تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے۔ جو چلتا نہ ہو کہ پھر اسی سے غسل کرے۔

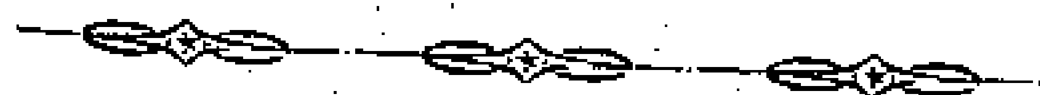
فائدہ:

اس حدیث میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم سب سے اول بھی ہیں اور آخر بھی ہیں۔ اپنی اولیت کا ذکر خود کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ اور ساتھ ہی حضرت سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی ثابت ہو گیا وہ بھی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے اول و آخر ہونے کے قائل تھے۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نور محمد روشن آہا آدم اجے نہ ہویا
اوّل و آخر دونوں پاسے اوہو مل کھلویا



کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں

حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رِكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ مَا لَكُمْ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ اِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرِّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَآءُ يَثُوْرُ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً (رواه البخاری فی کتاب الانبياء)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز لوگوں کو پیاس لگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک چھاگل رکھی ہوئی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا پھر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے دریافت فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ عرض گزار ہوئے ہمارے پاس وضو کے لیے پانی نہیں ہے بس یہی ذرا سا پانی ہے جو آپ کے حضور رکھا ہوا ہے پس آپ نے اپنا دست مبارک چھاگل میں ڈالا تو پانی آپ کی انگشت ہائے مبارک سے ابل پڑا جیسے چشمے پس ہم نے

پیا اور وضو کیا میں (سالم راوی) نے دریافت کیا آپ اس وقت کتنے تھے فرمایا اگر ہم لاکھ ہوتے تب بھی پانی سب کے لئے کافی ہوتا لیکن ہم پندرہ سو تھے۔

فائدہ:

کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اتنی زیادہ حدیثیں ہیں کے شمار سے باہر ہیں لیکن پھر بھی معاذ اللہ کچھ لوگ کہتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں کر سکتے کوئی بھی مومن ایسی بات کہنا درکنار سننا بھی برداشت نہیں کرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ کمالات عطا فرمائے ہیں حضرت سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے اسی لیے انھوں نے اس حدیث کو اور اسی جیسی اور کئی احادیث مبارکہ کو اپنی صحیح بخاری شریف میں درج کیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلَ اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يُرِيْهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ (رواہ البخاری فی کتاب التفسیر)

ترجمہ: قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہل مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا تھا کہ انہیں کوئی معجزہ دکھایا جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چاند کے ٹکڑے کر کے دکھائے تھے۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں بھی کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے بے مثل کمالات عطا فرمائیں ہیں جیسا کہ اس حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے یہ ایسا کمال ہے اور ایسا معجزہ ہے جس کی تاریخ انسانیت میں مثال نہیں ملتی۔ سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر شان بے مثل کیونکہ وہ آقا ہے ہی بے مثل بے مثال اور اس سے حضرت سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ کس قدر اپنے

پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان ومقامات ومرتبہ اور کمالات ومعجزہ پر جان سے فدا ہیں کہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والی احادیث مبارکہ کو بڑی کثرت سے بیان کیا ہے۔ کہیں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی علم غیب کی احادیث مبارکہ کو بیان کیا ہے اور کہیں اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو اور کہیں نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اور کہیں اپنے آقا کے حاضر و ناظر ہونے کا جس طرح کہ اس کتاب میں پہلے ہم نے حدیث لکھی ہے۔ لہٰذا انھوں نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان والی بہت زیادہ احادیث مبارکہ کو درج کیا ہے۔ اگر ان کا عقیدہ اس کے برعکس ہوتا تو وہ کبھی بھی اس طرح کی احادیث مبارکہ کو درج نہ کرتے اس سے پتا چلتا ہے جو آج اہلسنّت وجماعت کے عقائد ہیں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ انہیں عقائد کے ماننے والے تھے۔ لیکن آج کچھ لوگ حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام تو لیتے ہیں لیکن اہلسنّت وجماعت کے مخالف ہیں خدا ہدایت دے۔

کھانے پر دعائے برکت کے بارے میں

حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَفَّتْ اَزْوَادُ النَّاسِ وَاَمْلَقُوْا فَاَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ اِبِلِھِمْ فَاَذِنَ لَھُمْ فَلَقِیَھُمْ عُمَرُ فَاَخْبَرُوْہُ فَقَالَ مَا بَقَاؤُکُمْ بَعْدَ اِبِلِکُمْ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا بَقَاؤُھُمْ بَعْدَ اِبِلِھِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَادِ فِی النَّاسِ یَاْتُوْنَ بِفَضْلِ اَزْوَادِھِمْ فَدَعَا وَبَرَّکَ عَلَیْہِ ثُمَّ دَعَاھُمْ بِاَوْعِیَتِھِمْ فَاحْتَثَی النَّاسُ حَتّٰی فَرَغُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ

(رواہ البخاری فی کتاب الجہاد والسیر)

ترجمہ: حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگوں کا زادراہ ختم ہوگیا اور وہ خالی ہاتھ رہ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تاکہ وہ اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت حاصل کریں۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد ان کی ملاقات حضرت عمر سے ہوئی اور انہیں یہ بات بتائی۔ انھوں نے فرمایا اپنے اونٹ ذبح کرنے کے بعد تم زندہ

کس طرح رہو گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں اعلان کردو کہ اپنا بچا ہوا زادراہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں لے آئیں آپ نے اس پر برکت کی دعا کی پھر لوگوں سے فرمایا کہ اپنے اپنے برتن بھر کرلے جائیں۔ لوگوں نے برتن بھرنے شروع کیے یہاں تک کہ ان کے تمام برتن بھر گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں کھانے پر دعا کرنے کا ثبوت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے کھانے پر دعائے برکت فرمائی ہے الحمدللہ آج اہلسنت وجماعت اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے طریقے پر عمل کرتے ہوئے بعض اوقات کھانے پر دعا کرتے ہیں اس کے منکرین بغیر کسی شرعی دلیل کے بدعت کہتے ہیں۔ معاذ اللہ لیکن اوپر والی احادیث مبارکہ سے پتا چلا کھانے پر دعا کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقہ سے ثابت ہے۔ اور حضرت سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی طریقہ ہے اگر ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو اس حدیث کو صحیح بخاری شریف میں درج نہ کرتے اللہ تعالیٰ حق بات کو ماننے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وہ خدا ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

ملکیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدِ نِالْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا اِلٰى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَالَ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِه وَاِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُجْلِيَكُمْ مِّنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ فَمَنْ يَّجِدْ مِنْكُمْ بِمَالِه شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَاِلَّا فَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِه

(رواہ البخاری فی کتاب الجہاد والسیر)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مسجد میں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لے گئے اور ہم سے فرمایا یہود کی طرف چلو پس ہم چل پڑے یہاں تک کہ بیت مدراس پہنچے پس آپ نے (یہودیوں سے) فرمایا اسلام لے آؤ محفوظ ہو جاؤ گے ورنہ اچھی طرح جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور بیشک میں تمہیں اس جگہ سے نکال دینا چاہتا ہوں پس جس کے پاس مال ہے وہ اسے فروخت کر دے ورنہ معلوم ہو جانا چاہیے کہ بیشک زمین اللہ کی اور اس کی رسول کی

ہے۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے زمین کے مالک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکیت عطا فرمائی ہے۔ اس مسئلہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں ارشاد فرمایا: **تؤتی الملك من تشاء** (اللہ جسے چاہتا ہے ملک عطا فرماتا ہے) لیکن کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مالکیت کا انکار کرتے ہیں اور اپنے گستاخ ہونے کی بنا پر کہتے ہیں کہ ''نبی کسی چیز کا مالک ومختار نہیں''۔ معاذ اللہ کیونکہ ہمارا اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مالک ومختار بنایا ہے۔

یہ عقیدہ قرآن پاک کی کئی آیات اور متعدد احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اور یہی حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تھا اس لیے تو انھوں نے اس حدیث کو درج کیا ہے جس میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مالکیت کا ذکر ہے ہمارے آقائے نعمت امام اہلسنّت مجدد اعظم پوری کائنات میں عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت تقسیم کرنے والے عاشقوں کے امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی پیاری بات فرمائی کہ

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

وسیلے کے بارے میں

حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰی عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اِذَا قَحِطُوا اسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ (رواہ البخاری فی کتاب المناقب)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ قحط سے دوچار ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضرت عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے وہ کہا کرتے۔ اے اللہ! ہم تیرے نبی کے وسیلے سے بارش مانگا کرتے تھے اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے محترم چچا کو وسیلہ بناتے ہیں پس ہم پر بارش برسا۔ راوی کا بیان ہے کہ بارش ہو جاتی۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں وسیلے کا بیان ہے وسیلے کے بارے میں قرآن وحدیث میں متعدد ثبوت ہیں۔ یہ حدیث بھی اس عقیدہ مبارکہ کو ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی وسیلے سے دعا کرتے اور اس حدیث

سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو محبوب خدا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے کا تو کیا کہنا آپ کے غلاموں کے وسیلے سے دعا کرنا جائز ہے جب غلاموں کے وسیلے سے دعا کرنا ثابت ہے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرنا بطریق اولیٰ ثابت ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام نے بھی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کی تو ان کی توبہ قبول ہوگی۔ اور حضرت سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ وسیلے سے دعا کرنی چاہیے۔ اس لیے تو انھوں نے اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں اس احادیث مبارکہ کو درج کیا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جب بھی مانگو وسیلے انھیں ہی کے سے مانگو
کیونکہ اس وسیلے سے کرم اور دوبالا ہوتا

ایصال ثواب کے بارے میں

حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَعْلٰى اَنَّهٗ سَمِعَ عِكْرِمَةَ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَخَا بَنِيْ سَاعِدَةَ تُوُفِّيَتْ اُمُّهٗ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْهَا فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنِّيْ اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا

(رواہ البخاری فی کتاب الوصایا)

ترجمہ: عکرمہ مولی ابن عباس، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے جو بنی ساعدہ کی برادری سے تھے جب ان کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہوا تو یہ ان کے پاس موجود نہ تھے یہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے یارسول اللہ! میری والدہ محترمہ کا میری عدم موجودگی میں انتقال ہوگیا ہے۔ اگر میں ان کی جانب سے کچھ صدقہ خیرات کروں تو کیا انہیں کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ارشاد فرمایا ہاں عرض گزار ہوئے تو میں آپ کو گواہ بنا کر

کہتا ہوں کہ میرا مخراف نامی باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں ایصال ثواب کا ثبوت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی سے فرمایا ثواب پہنچے گا۔ لیکن آج کچھ لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ کہتے ہیں ثواب نہیں پہنچتا۔ مختلف بہانوں سے ایصال ثواب سے روکتے ہیں کہ کسی کے نام کی کوئی چیز نہیں دینی چاہیے۔ یہ ان کا کہنا غلط ہے اس لیے کے یہ مسئلہ کئی احادیث سے ثابت ہے اور اس حدیث میں بھی واضح بیان ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے ایصال ثواب کیے لئے باغ دیا اور ایک حدیث میں کنواں کا ذکر ہے۔ اس سے حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی عقیدہ ثابت ہو گیا کہ وہ بھی ایصال ثواب کے قائل تھے۔

ولی کی طاقت کے بارے میں

حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِی شَرِيكُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِی نَمِرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰى لِی وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِیْ يَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِیْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ يَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِيْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهٗ

(رواہ البخاری فی کتاب الرقاق)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ایسی کسی چیز کے ذریعے قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے پسند ہیں اور میں نے اس پر فرض کی

ہیں بلکہ میرا بندہ برابر نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا فرماتا ہوں اگر وہ میری پناہ پکڑے تو میں ضرور اسے اپنی پناہ دیتا ہوں اور کسی کام میں مجھے تردد نہیں ہوتا جس کو میں کرتا ہوں مگر مومن کی موت کو برا سمجھنے میں کیونکہ میں اس کے اس برا سمجھنے کو برا سمجھتا ہوں۔

فائدہ: طاقت ولی دی اللہ دی ہے طاقت...... ولی ٹٹی تقدیر نوں جوڑ سکدا

اس حدیث قدسی کے اندر اللہ رب العزت نے اولیاء اللہ کے متعلق جو باتیں بیان کی ہے ہیں ان میں سے دو باتیں خاص طور پر قابل غور ہیں پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ خدا ولیوں کے ساتھ ہے لہٰذا ولیوں کو چھوڑ کر کوئی اور دین و مذہب اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ یہ ان لوگوں کے لئے خاص طور پر توجہ طلب ہے جو نئے نئے فرقے بنا کر اپنی علیحدہ علیحدہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر اولیاء اللہ کے مذہب کو چھوڑے ہوئے ہیں بلکہ اس برحق مذہب اور اسلام کی صحیح ترین تصویر کو بریلویت ٹھہرا کر مطعون کرتے اور اس کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت کے جذبات بھرتے رہتے ہیں۔ یہ اولیاء اللہ کی مخالفت بلکہ خدا سے مخالفت اور دشمنی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے خلاف صف آراء ہونا ہے جس میں آخرت کی کوئی بھلائی نہیں۔ اس حدیث کی دوسری بات بھی خصوصی توجہ طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی بصارت، سماعت ہاتھ اور پیر وغیرہ بن جاتا ہے جن سے اس کے افعال سرزد ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جس کی بصارت وسماعت یا ہاتھ اور پیر کے ساتھ

خدا ہوا ان سے واقع ہونے والے افعال اور عام لوگوں کے افعال میں زمین وآسمان کا فرق ہوگا۔ جب اولیاء اللہ کے افعال عام لوگوں سے ممتاز ہیں تو یقیناً انبیا کرام علیہم السلام کے افعال اولیاء اللہ سے بدرجہا افضل واعلیٰ اور بلند وبالا ہوں گے کیونکہ خدا کی جو تائید وحمایت حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ تھی اور ہے وہ غیر انبیاء کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عوام الناس اور انبیائے کرام کے حواس وافعال میں اتنا فرق ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا جو انبیائے کرام کو نزول وحی سے ہٹ کر عام لوگوں کی طرح ہی باور کرانے پر زور لگاتے رہتے ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حضرات مقام نبوت ہی سے ناآشنا ہیں اور اس سے حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی عقیدہ ثابت ہو گیا کہ وہ بھی اولیاء اللہ کی عظمت وشان کو ماننے والے تھے اگر وہ شان اولیاء کے منکر ہوتے تو اس حدیث کو بیان نہ کرتے۔ اولیاء اللہ کے متعلق عارف روم نے فرمایا:

اولیاء راہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

☆☆☆☆

گل ولی دی حکم رحمان والے
جوڑی ولی دی کوئی نئیں توڑ سکدا
چلے تیر جو ولی دی نظر وچوں
اونہوں کوئی وی پچھاں نئیں موڑ سکدا
ملاں شرک دے لکھ پیا دوے فتوے
صائم ولیاندا بوہا نئیں چھوڑ سکدا

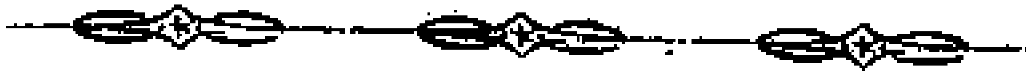
مقررہ دن میں کھانا پکانے کے بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تَاْخُذُ اُصُولَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ لَهَا فَتَجْعَلُ فِيهِ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيْرٍ اِذَا صَلَّيْنَا زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ اِلَيْنَا وَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدّٰى وَلَا نَقِيْلُ اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَاللّٰهِ مَا فِيْهِ شَحْمٌ وَّلَا وَدَكٌ (رواہ البخاری فی کتاب الاطعمہ)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں جمعہ کے روز کی بڑی خوشی ہوتی کیونکہ اس روز ایک بڑھیا ہمارے لیے چقندر کی جڑیں ہانڈی میں پکایا کرتی اور اس میں چند دانے بھی ڈال دیا کرتی تھی جب ہم نماز جمعہ ادا کر لیتے تو اس بڑھیا کے پاس چلے جایا کرتے۔ پس وہ اسے ہمارے سامنے رکھ دیتی اور اس کے باعث ہمیں جمعہ کے دن بڑی مسرت ہوتی تھی اور ہم نماز جمعہ کے بعد کھانا کھاتے اور قیلولہ کیا کرتے تھے اور خدا کی قسم اس میں چربی یا کوئی اور چکنائی نہیں ڈالی جاتی تھی۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں مقررہ دن میں کھانا پکانے کا ذکر ہے آج کچھ لوگ

کہتے کہ یہ دن کیوں مقرر کرتے ہو۔ دن مقرر کرنے کا انکار کرتے ہیں بغیر کسی شرعی دلیل کے حالانکہ مقررہ دن میں کھانا پکانا اس اوپر والی حدیث سے ثابت ہے اور سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہ عقیدہ مبارکہ ہے اس لیے انہوں نے اس حدیث کو درج کیا۔



متبرک مقامات کے بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَّهُ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اَنْكَرْتُ بَصَرِي وَاَنَا اُصَلِّي لِقَوْمِي فَاِذَا كَانَتِ الْاَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اٰتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَاُصَلِّيَ لَهُمْ فَوَدِدْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ تَاْتِيْنِي فَتُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ فَاَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَقَالَ سَاَفْعَلُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَاْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ لِيْ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَرْتُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ فَصَفَفْنَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرٍ صَنَعْنَاهُ فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِّنْ اَهْلِ الدَّارِ ذَوُوْ

عَـدَدٍ فَـاجْتَـمَعُوْا فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَـعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَّا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ اَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ الـلّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ قُلْنَا فَاِنَّا نَرٰى وَجْهَهٗ وَنَصِيْحَتَهٗ اِلَـى الْـمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَاَلْتُ الْحُصَيْنَ بْـنَ مُـحَـمَّـدٍ الْاَنْـصَارِيَّ اَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ وَّكَانَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدٍ فَصَدَّقَهٗ (رواہ البخاری فی کتاب الاطعمہ)

ترجمہ: نضر کا قول ہے کہ خزیرہ میدہ سے اور حریرہ دودھ سے بنایا جاتا ہے
حضرت محمود بن ربیع انصاری کا بیان ہے کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے تھے اور انصار کی جانب سے غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بینائی سے محروم ہوں اور قوم کو نماز پڑھاتا ہوں جب بارش ہو جاتی ہے تو وہ ندی بھر جاتی ہے جو میرے اور ان لوگوں کے درمیان واقع ہے اور مسجد میں جا کر ان لوگوں کو نماز پڑھانا میرے بس سے باہر ہو جاتا ہے۔ پس یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لا کر میرے غریب خانے میں نماز پڑھیں اور اس جگہ کو میں جائے نماز بناؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ انشاء اللہ میں عنقریب ایسا کروں گا۔ عتبان کا بیان ہے کہ اگلے روز دن چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب فرمائی تو آپ کو اجازت دے دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

گھر میں جا کر نہ بیٹھے بلکہ مجھ سے فرمایا کہ تم اپنے گھر میں کس جگہ کو پسند کرتے ہو کہ میں نماز پڑھوں پس میں نے گھر کے ایک گوشے کی طرف اشارہ کر دیا پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے تکبیر کہی۔ چنانچہ ہم نے صفیں بنالیں پھر دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا پس ہم نے آپ کو خزیرہ کے لیے روک لیا جو گھر میں آپ لیے تیار کیا تھا گھر میں محلے کے اور بہت سے لوگ جمع ہو گئے پس ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ مالک بن دخشن کہاں ہے۔ کسی نے جواب دیا کہ یہ تو منافق ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست نہیں رکھتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے اور اس سے اس کی مراد رضائے الٰہی ہے۔ اس شخص نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں

راوی کا بیان ہے کہ ہم نے کہا ہم اس کا رجحان اور خیر خواہی منافقین کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کو آگ پر حرام کیا ہے جبکہ وہ اس کے ساتھ رضائے الٰہی کا طالب ہو۔ ابن شہاب کا بیان ہے کہ پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے اس حدیث محمود کے بارے میں دریافت کیا اور وہ بنی سالم کے ایک فرد اور ان لوگوں کے سردار تھے تو انہوں نے بھی اس حدیث کی تصدیق فرمائی۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جس مقام پر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگ جائیں وہ مقام بہت اعلیٰ اور متبرک ہو جاتا ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگنے والی جگہ بڑی برکت والی ہے اور بڑی عظمت والی ہے اسی برکت کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے

عرض کیا ہمارے گھر تشریف لائیں تاکہ ہمیشہ برکتیں رہیں اور ساتھ ہی حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کا بھی پتا چل گیا کہ وہ بھی اس چیز کے قائل تھے۔ یہی آج بھی الحمد اللہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔

ہجرِ نبی میں آہ کہاں پہ اتر گئی
تڑپے جو ہم یہاں تو مدینے خبر گئی
شاہوں سے ملا ہے نہ سکندر سے ملا ہے
اللہ کا عرفان تیرے گھر سے ملا ہے
جس کو ملا ہے تو مقدر سے ملا ہے
اور ہم کو مقدر بھی تیرے در سے ملا ہے

آمد رسول ﷺ پر خوشی کرنے کے بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّابْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ فَجَعَلَا يُقْرِئَانِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَآءَ عَمَّارٌ وَّبِلَالٌ وَّسَعْدٌ ثُمَّ جَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ ثُمَّ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْتُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ فَرَحَهُمْ بِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَآءَ فَمَا جَآءَ حَتّٰى قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فِيْ سُوَرٍ مِّثْلِهَا (رواه البخاري في كتاب التفسير)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہمارے پاس سب سے پہلے ہجرت کر کے حضرت معصب بن عمیر اور حضرت ابن اُمّ مکتوم تشریف لائے یہ دونوں حضرات ہمیں قرآن کریم سکھایا کرتے تھے پھر حضرت عمار بن یاسر، حضرت بلال اور حضرت سعد بن ابی وقاص تشریف لائے پھر حضرت عمر بن خطاب بیس صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہوئے اوران کے بعد نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنے قُدُوم مَیمنت لُزُوم سے نوازا۔ میں نے اہل مدینہ کو اتنا کسی بات پر خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر یہاں تک کہ میں نے بچوں اور بچیوں کو بھی دیکھا کہ وہ یہی کہہ رہے تھے یہ اللہ کے رسول تشریف لے آئے' جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو میں سورہ الاعلیٰ اور ایسی چند چھوٹی سورتیں سیکھ چکا تھا۔

فائدہ:

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ سے ثابت ہے کہ آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر خوشی کرنا یہی آج اہل ایمان کا طریقہ ہے۔ جب بھی وہ مبارک مہینہ آتا ہے جس میں ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو تمام اہل ایمان خوشیاں مناتے ہیں اور اسی مبارک خوشی میں جلسے' جلوس اور محفلیں سجائی جاتی ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا کائنات میں اس سے بڑی اور نعمت کوئی نہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ کائنات کی سب نعمتیں اسی عظیم وشان نعمت کا صدقہ ہیں اور ساتھ ہی حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی ثابت ہوگیا کہ وہ بھی آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کے قائل تھے اگر ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو اپنی صحیح بخاری شریف میں اس حدیث کو درج نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب اہل ایمان کو اس مبارک عقیدے پر پختگی نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

دنیا میں مجھے آپ نے اپنا تو بنایا ہے
محشر میں بھی کہہ دینا یہ ہے میرا دیوانہ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی نعمتیں تقسیم فرمانے والے ہیں اس بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوْسٰی اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِیَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَاللّٰهُ الْمُعْطِیْ وَاَنَا الْقَاسِمُ وَلَا تَزَالُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ ظَاهِرِیْنَ عَلٰی مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ

(رواہ البخاری فی کتاب الجهاد والسیر)

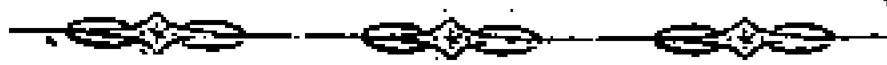
ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کا بھلا کرنا چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ بوجھ عنایت فرما دیتا ہے اور دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن بانٹنے والا میں ہوں اور یہ امت ہمیشہ اپنے مخالفین پر غالب رہے گی یہاں تک کہ قیامت آجائے اور وہ غالب ہی رہیں گے۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں یہ مسئلہ واضح طور پر موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہیں یہی اہل ایمان و اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرماتے ہیں تقسیم فرماتے ہیں اور یہی عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ

اللہ علیہ کا بھی تھا۔اسی لیے تو انہوں نے اس روایت کو اپنی صحیح بخاری شریف میں درج فرمایا ہے۔لیکن آج کچھ لوگ اپنے مفاد کے لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیتے ہیں لیکن ان کے عقیدے کے خلاف چلتے ہیں اللہ تعالیٰ راہ ہدایت نصیب کرے۔آمین

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں



میلاد کے بارے میں

حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

ثُوَیْبَۃُ مَوْلَاۃٌ لِاَبِیْ لَھَبٍ کَانَ اَبُوْ لَھَبٍ اَعْتَقَھَا فَاَرْضَعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَھَبٍ اُرِیَہٗ بَعْضُ اَھْلِہٖ بِشَرِّ حِیْبَۃٍ قَالَ لَہٗ مَاذَا لَقِیْتَ قَالَ اَبُوْ لَھَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَکُمْ غَیْرَ اَنِّیْ سُقِیْتُ فِیْ ھٰذِہٖ بِعَتَاقَتِیْ ثُوَیْبَۃَ (رواہ البخاری فی کتاب النکاح)

ترجمہ: ثویبہ پہلے ابولہب کی لونڈی تھی۔ جب ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا۔ جب ابولہب مر گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اسے برے حال میں دیکھا۔ اس نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا گزری۔ ابولہب نے جواب دیا کہ تم سے جدا ہوتے ہی سخت عذاب میں پھنس گیا ہوں ماسوائے اس کے کہ ثوبیہ کو آزاد کرنے کے باعث اس میں سے مجھے پانی پلا دیا جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کو اگر بانظر غور دیکھا جائے تو میلاد کی خوشی ثابت ہوتی ہے۔ وہ ابولہب جو ہے وہ کافر تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں لونڈی کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کا صلہ دیا وہ جہنم میں پہنچ کر بھی میلاد کی خوشی کا صلہ پا رہا ہے۔ حالانکہ اس نے یہ خوشی ایک رشتے داری کے لحاظ سے کی ہے اپنا بھتیجا سمجھ کر اللہ کا محبوب نہیں سمجھا۔ کیونکہ وہ اگر اللہ کا محبوب سمجھتا تو ایمان لے آتا۔ تو اس سے پتا چلا اگر

کوئی اللہ کا محبوب سمجھ کر اور رب کا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر خوشی منائے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ کتنا اجر وثواب عطا کرے گا۔ اور پیارے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوش ہوں گے۔ کیونکہ اس نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں خوشی کی اور حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے کا بھی پتا چل گیا۔ کہ وہ بھی میلاد کی خوشی کے قائل تھے۔ اسی لیے تو انہوں نے اس روایت کو اپنی صحیح بخاری شریف میں درج فرمایا ہے۔

مری پلکوں پہ قسمت کے ستارے جھلملاتے ہیں
دیئے عشق نبی کے میرے دل میں جگمگاتے ہیں
بڑے خوش بخت ہیں وہ لوگ جو فرط عقیدت سے
نبی محترم کے ذکر کی محفل سجاتے ہیں

زمین کے خزانوں کے مالک ہیں
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
اس بارے میں سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعَجَلِیُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِیُّ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ اِذَا اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ حَتّٰی وُضِعَتْ فِیْ یَدِیْ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَنْتَقِلُوْنَهَا

(رواہ البخاری فی کتاب التعبیر)

ترجمہ: محمد بن سیرین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کلام کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور میں رات کے وقت سویا ہوا تھا جبکہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں یہاں تک کہ میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو چلے گئے اور آپ حضرات ان خزانوں کو منتقل کر رہے ہیں۔

فائدہ:

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے زمین کی کنجیاں عطا فرمادی گئی ہیں معلوم ہوا کہ پروردگار عالم نے آپ کو زمین کا مالک بنا رکھا ہے۔ یہ مجازی اور عطائی ملکیت ہے ورنہ حقیقی مالک تو خدا کے سوا کوئی نہیں اور نہ کوئی ہوسکتا ہے ہاں یہ عطائی ملکیت کے لیے ہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے محبوب اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ترجمہ (ہم نے تمہیں کوثر عطا فرمادیا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خداداد اختیارات کا انکار کرنا خدا کے دین کا منکر ہونا ہے اور اس کا سبب عداوت رسول کے سوا اور کیا ہے۔ خدائے ذوالمنن رسول دشمنی کی بیماری سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے اور اپنے دین کا منکر ہونے سے بھی بچائے آمین۔

اعزاز یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمیں کو
افلاک پہ تو گنبدِ خضریٰ نہیں کوئی

تبرکات کے بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَائَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ اَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ فَقَالَ الْقَوْمُ هِىَ الشَّمْلَةُ فَقَالَ سَهْلٌ هِىَ شَمْلَةٌ مَنْسُوْجَةٌ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكْسُوْكَ هٰذِهٖ فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَلَبِسَهَا فَرَآهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَحْسَنَ هٰذِهٖ فَاَكْسُنِيْهَا فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَامَهُ اَصْحَابُهُ قَالُوْا مَا اَحْسَنْتَ حِيْنَ رَاَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَهَا مُحْتَاجًا اِلَيْهَا ثُمَّ سَاَلْتَهُ اِيَّاهَا وَقَدْ عَرَفْتَ اَنَّهُ لَا يُسْاَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعَهُ فَقَالَ رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِيْنَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلِّىْ اُكَفَّنُ فِيْهَا ۔ (رواہ البخاری فی کتاب الادب)

ترجمہ: ابوحازم کا بیان ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک عورت چادر لے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ حضرت سہل نے دوسرے حضرات سے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ

چادر کیسی ہے۔ دُوسرے حضرات نے جواب دیا کہ یہ شملہ ہے حضرت سہل نے کہا کہ یہ ایسی شملہ ہے جس کے حاشیے بنے ہوئے ہیں وہ عرض گزار ہوئی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے آپ کے پہننے کی خاطر لائی ہوں پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قبول فرمالی اور آپ کو ضرورت بھی تھی اور اسے پہننے کا شرف بخشا جب صحابہ کرام میں سے ایک شخص نے اسے آپ کے جسِ اطہر پر دیکھا تو وہ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو بہت اچھی ہے لہٰذا یہ مجھے پہنا دیجیے۔ فرمایا اچھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر چلے گئے تو دوسرے صحابہ کرام نے انہیں ملامت کی اور کہا آپ نے اچھا نہیں کیا کیونکہ جب آپ نے یہ دیکھ لیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا اور آپ کو اس کی ضرورت بھی ہے اس کے باوجود آپ نے وہی مانگ لی اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ جب آپ سے سوال کیا جائے تو آپ انکار نہیں فرماتے اس صحابی نے کہا کہ میں اس کی برکت کا امیدوار ہوں کیونکہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر سے لگنے کا شرف حاصل ہو گیا ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اسی میں کفن دیا جاؤں۔

فائدہ:

اس حدیث سے پتا چلا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تبرکات کے قائل تھے اور ان ہی سے ہم تک یہ عقیدہ پہنچا اور ائمہ محدثین کا بھی یہ عقیدہ تھا۔ اسی لیے تو انہوں نے ایسی روایات ہم تک پہنچائی۔ اللہ تعالیٰ ان پر کروڑں رحمتیں نازل فرمائے۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی نماز رفع یدین کے بغیر

اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ وَّحَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ وَّيَزِيْدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيُّ اَنَا كُنْتُ اَحْفَظَكُمْ لِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُهُ اِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ اَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ اسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَّكَانَهُ وَاِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَاِذَا جَلَسَ فِى الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى فَاِذَا جَلَسَ فِى الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْاُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ وَسَمِعَ اللَّيْثُ يَزِيْدَ بْنَ اَبِىْ حَبِيْبٍ وَّيَزِيْدُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَلْحَلَةَ وَابْنُ حَلْحَلَةَ مِنِ ابْنِ عَطَاءٍ

قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ كُلُّ فَقَارٍ مَّكَانَهٗ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ ابْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ حَدَّثَهٗ كُلُّ فَقَارٍ ؕ

(رواه البخاری فی کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ: یحییٰ بن بکیر، لیث، خالد، سعید، محمد بن عمرو بن حلحلہ، محمد بن عمرو بن عطا، لیث، یزید بن ابو حبیب اور یزید بن محمد، محمد بن عمرو بن حلحلہ، محمد بن عمرو بن عطا سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر ہوا۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز مجھے آپ سب سے زیادہ یاد ہے میں نے آپ کو دیکھا کہ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک کرتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر جماتے پھر پیٹھ کو جھکا دیتے۔ جب سر اٹھاتے تو سیدھے ہو جاتے یہاں تک کہ ہر جوڑ اپنی جگہ پر آ جاتا اور جب سجدہ کرتے تو بازوؤں کو نہ بچھاتے اور نہ سمیٹتے اور پیروں کی انگلیوں کے پورے قبلہ رو کیے رکھتے جب دوسری رکعت پر بیٹھتے تو بائیں پیر پر بیٹھتے اور دائیں پیر کو کھڑا رکھتے جب آخری رکعت میں بیٹھے تو بائیں پاؤں کو آگے کر دیا اور دوسرے پیر کو کھڑا کر لیا اور اپنی نشست گاہ پر بیٹھ گئے اور سنا لیث نے یزید بن ابو حبیب سے اور یزید نے محمد بن حلحلہ نے ابن عطا اور ابو صالح نے لیث کے حوالے سے کہا کہ ہر جوڑ اپنی جگہ پر ابن مبارک یحییٰ بن ایوب یزید بن ابو حبیب سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے کل فقارہ بیان کیا۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں صحابی رضی اللہ عنہ نے دعویٰ کے ساتھ کہا کہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو زیادہ جانتا ہوں۔اور صحابی نے جو نماز بیان کی ہے اس میں رفع یدین کا سوائے تکبیر اولیٰ کے کہیں ذکر نہیں۔اور اس بارے میں سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی عقیدہ ثابت ہو گیا کہ وہ بھی اسی کے قائل تھے۔

جنتیوں کا علم

اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُرَيْكِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا اِلٰى حَائِطٍ مِّنْ حَوَآئِطِ الْمَدِيْنَةِ لِحَاجَتِهٖ وَخَرَجْتُ فِيْ اِثْرِهٖ فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطَ جَلَسْتُ عَلٰى بَابِهٖ وَقُلْتُ لَاَكُوْنَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَاْمُرْنِيْ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضٰى حَاجَتَهٗ وَجَلَسَ عَلٰى قُفِّ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَآءَ اَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ فَقُلْتُ كَمَا اَنْتَ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ لَكَ فَوَقَفَ فَجِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْكَ قَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَآءَ عَنْ يَّمِيْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَآءَ عُمَرُ فَقُلْتُ كَمَا اَنْتَ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجَآءَ عَنْ يَّسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَامْتَلَاَ الْقُفُّ فَلَمْ

يَكُنْ فِيهِ مَجْلِسٌ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ كَمَا اَنْتَ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَهَا بَلَاءٌ يُصِيبُهُ فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا فَتَحَوَّلَ حَتّٰى جَآءَ مُقَابِلَهُمْ عَلٰى شَفَةِ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَعَلْتُ اَتَمَنّٰى اَخًا لِّيْ وَاَدْعُوا اللّٰهَ اَنْ يَّاْتِيَ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَتَاَوَّلْتُ ذٰلِكَ قُبُوْرَهُمْ اجْتَمَعَتْ هَا هُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ

(رواہ البخاری فی کتاب الفتن)

ترجمہ: سعید بن میسّب کا بیان ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجب کے لیے مدینہ منورہ کے کسی باغ کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کے پیچھے چلتا رہا جب آپ باغ میں داخل ہوئے تو میں اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنتا ہوں اگرچہ آپ نے مجھے حکم نہیں فرمایا تھا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اور کنوئیں کے منڈیر پر آبیٹھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکا لیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر آگئے اور اندر جانے کی اجازت چاہی میں نے کہا اسی جگہ ٹھہریے یہاں تک کہ میں آپ کے لیے اجازت حاصل کرلوں۔ چنانچہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا کہ ابوبکر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگتے ہیں فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دو چنانچہ وہ اندر آگئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب اپنی پنڈلیاں کھول کر

لٹکا دیں پھر عمر آگئے تو میں نے ان سے ٹھہرنے کے لئے کہا کہ میں آپ کے لیے اجازت حاصل کرلوں پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دو۔ پس وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب آگئے چنانچہ انہوں نے بھی اپنی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکا دیں پس وہ منڈیر بھر گئی اور مزید کسی کے بیٹھنے کی جگہ نہ رہی پھر (حضرت) عثمان آگئے تو میں نے ان سے کہا کہ یہیں ٹھہریے یہاں تک کہ میں آپ کے لئے اجازت حاصل کرلوں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو او جنت کی بشارت دے دو اور ایک بلاء جو انہیں پہنچے گی پس وہ اندر داخل ہوئے تو ان کے پاس بیٹھنے کی جگہ نہ پائی تو وہ سامنے کنویں کے کنارے پر جا بیٹھے اور اپنی پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکا دیں۔ چنانچہ میں نے اپنے بھائی کے بارے میں تمنا کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ بھی آجائے۔ سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ میں نے اس سے یہ اندازہ لگایا کہ ان تینوں حضرات کی قبریں اکٹھی اور (حضرت) عثمان کی ان سے علیحدہ ہوگی۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیع علم غیب کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو جنت کی بشارت دی حالانکہ جنت کا فیصلہ تو قیامت کے بعد ہوگا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں سال پہلے ہی خبر دے دی۔ یہ ہے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے کا بھی پتا چل گیا کہ وہ بھی علم غیب کے ماننے والے تھے اور ان کا یہ بھی تھا کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو سب جنتیوں کا علم دیا گیا جیسا کہ اوپر

حدیث میں موجود ہے

سرِعرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شیٔ نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں



قبروں پر سبزہ ٹہنی پھول وغیرہ ڈالنے کے بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا یَحْیٰی حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا یُحَدِّثُ عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا هٰذَا فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَاَمَّا هٰذَا فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِعَسِیْبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهٗ بِاثْنَیْنِ فَغَرَسَ عَلٰی هٰذَا وَاحِدًا وَّعَلٰی هٰذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهٗ یُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ یَیْبَسَا (رواہ البخاری فی کتاب الادب)

ترجمہ: طاؤس کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ ان دونوں مردوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور یہ کسی بڑے گناہ کے سبب عذاب نہیں دیے جارہے ان میں یہ تو پیشاب کے وقت احتیاط نہیں کرتا تھا اور وہ غیبت کیا کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک تر ٹہنی منگوائی اور چیر کر اس کے دو حصے کردیے ایک حصہ ایک قبر پر اور دوسرا حصہ اس قبر پر نصب کردیا پھر فرمایا کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں شاید ان کے عذاب میں تخفیف رہے۔

فائدہ: کیا آپ نے کبھی غور فرمایا کہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے معلوم ہوا

کہ ان دونوں قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا تھا۔ کیا دوسرے آدمیوں کو بھی پتا چل جاتا ہے کہ کون سی قبر والے کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کیا یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کس گناہ یا کن گناہوں کے باعث عذاب دیا جا رہا ہے ہرگز معلوم نہیں ہوتا اور نہ کسی کو کسی بھی ذریعہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ پھر بعض لوگوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مثلیت کا دعویٰ کرنا کس برتے پر ہے۔ ان کا مقام بڑے بھائی جیسا باور کرانا کس خصوصیت کی وجہ سے ہے کیا یہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار تو نہیں کیا یہ اپنی کلمہ گوئی کی نفی تو نہیں۔

اے بھولے راہیو! کلمہ طیبہ کے ہمراہیو قربان جائیں سرو کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی معجز نما نگاہوں پر جنہیں عالم برزخ کے حالات نظر آتے تھے جو اصحاب قبور پر گزرنے والے حالات و واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کرتے تھے جو یہ بھی جان لیا کرتے تھے کہ فلاں قبر والے کو کس گناہ کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے جب عالم برزخ کے حالات و واقعات اور لوگوں کے افعال و اعمال ان کے سامنے تھے تو سامنے پھرنے والوں کے اس دنیا میں رہنے والوں کے افعال و اعمال ان سے کب پوشیدہ ہوں گے معلوم ہوا کہ قدرت نے انہیں نگاہیں ہی ایسی عطا فرمائی تھیں جن سے دنیا اور برزخ کی کوئی چیز پوشیدہ نہ تھی۔ انہیں دنیا و آخرت کی ہر چیز کف دست کی طرح نظر آتی تھی۔ چھپی اور ظاہر چیز ان کے لیے یکساں تھی ان کی نگاہوں کے سامنے نزدیک اور دور والی چیز کے نظر آنے میں کوئی فرق نہیں تھا۔ ماضی اور مستقبل کے حالات بھی انہیں حال کی طرح نظر آتے تھے خدا نے یہ دنیا اپنے محبوب کی خاطر ہی بنائی ہے اور اس کی کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں رکھی اسی لیے تو کہا گیا ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا قَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَمَرْوَانَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حُدَيْبِيَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَمَا تَنَخَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ (رواه البخاری فی کتاب الوضوء)

ترجمہ: عروہ مسوراور مروان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے تشریف لائے۔حدیث بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی تھوک پھینکا تو وہ ان میں سے کسی آدمی کے ہاتھ پر گرا جسے وہ اپنے منہ اور جسم پر مل لیتا۔

فائدہ:

رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمین پر گرنے نہ دیتے بلکہ پوری کوشش کرتے کہ وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ پر گرے پھر اسے اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیا کرتے تھے۔جائے غور ہے کہ پروردگار عالم نے قرآن مجید میں ایسا کوئی حکم نہیں دیا ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ فرمایا کہ تم میرے لعاب دہن کے ساتھ ایسا کیا کرو۔قرآن وحدیث میں اس کا حکم نہ ہونے کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا کررہے تھے اور کر بھی خود حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رہے تھے۔ اور آپ نے بھی انہیں ایسا کرنے سے منع نہیں فرمایا تھا۔ معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث میں ہر بات کا تصریحاً حکم ہونا ضروری نہیں بلکہ کچھ احکام دلیل مطابقی سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔ علاوہ بریں تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو ایمانیات میں شامل بلکہ جان ایمان ہے یہاں تو کسی فعل کا تعظیم شان رسالت پر مبنی ہونا ہی اس کی صحت کا ضامن ہے۔ صریحاً کوئی دلیل ہو یا نہ ہو وہ خود ہی تعزروہ وتوقرورہ کے حکم کی تعمیل اور خوشنودی رب جلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم اور دوسرا حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی اس بارے میں واضح ہو گیا کہ وہ بھی تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل تھے اگر وہ اس بات کے قائل نہ ہوتے تو اس طرح کی احادیث مبارکہ کو بیان نہ کرتے۔

صحابہ وہ صحابہ ہر صبح جن کی عید ہوتی تھی
خدا کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

ایمان کامل ہونے کے بارے میں

حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حَیْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ عُقَیْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ جَدَّهٗ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِیَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا مِنْ نَفْسِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ فَاِنَّهُ الْاٰنَ وَاللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْاٰنَ یَا عُمَرُ ۔

(رواہ البخاری فی کتاب الایمان والنذور)

ترجمہ: ابوعقیل زہرہ بن معبد نے اپنے جدامجد حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ نے حضرت عمر بن خطاب کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ حضرت عمر عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے اپنی جان کے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بات نہیں بنے گی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جب

تک میں تمہیں اپنی جان سے بھی محبوب نہ ہو جاؤں حضرت عمر عرض گزار ہوئے کہ خدا کی قسم اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی پیارے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! بات اب بنی ہے۔

فائدہ:

اس روایت سے پتا چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا جیسا کہ اوپر حدیث میں موجود ہے۔

دل نے کیا حضور کا جب نقش پسند
ہم نے ہزار جان سے دل کو کہا پسند
یہ آرزو ہے بڑھ کے قدم چوم لوں قمر
گر پوچھ لیں حضور کہ تجھ کو ہے کیا پسند

اللہ کی عطا سے کسی کی حاجت روائی کرنا اس کے بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
اَنَّ سَالِمًا اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهُ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ
لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ
حَاجَتِهِ وَمَنْ فَتَحَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ
كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

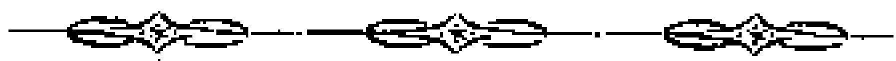
(رواه البخاری فی کتاب المظالم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرنے اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرے جو اپنے بھائی کی حاجب روائی میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں رہتا ہے جو کسی مسلمان کی مصیبت کو دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کی مصیبتوں میں سے اس کی ایک مصیبت دور کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں حاجت روائی مشکل کشائی اور کسی کی مصیبت

دور کرنا اس کا بیان ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا مشکل کشا نہیں۔کاش وہ اس حدیث پر غور کریں۔اس حدیث پاک سے روز روشن کی طرح یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ کے بندے اللہ کی عطا سے حاجت روا ہیں اور مصیبتیں دور کر سکتے ہیں۔اگر مطلق نفی کی جائے تو اس حدیث کا کیا مطلب بنے گا جہاں اللہ تعالیٰ کے سواسے نفی ہے قرآن وحدیث میں وہاں مطلب یہ ہے کہ ذاتی طور پر اور حقیقی طور پر صرف اللہ ہی حاجب روا ہے اور جہاں بندوں سے ثابت ہے مدد کرنا مصیبت دور کرنا مشکل حل کرنا جس طرح اس حدیث میں بھی اوپر گزرا اور قرآن وحدیث سے ثابت ہو گیا کہ اللہ کی عطا سے مجازی طور پر اللہ کے بندے مشکل کشا حاجب روا ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ طاقت عطا کی ہے جو اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ عطائی طور پر اور مجازی طور پر بھی اللہ والوں کی مدد کا انکار کرتے ہیں وہ یقیناً اس حدیث کا اور اس جیسی جو احادیث مبارکہ ہیں ان کے منکر ہیں۔قرآن پاک میں بھی بعض آیات سے یہ عقیدہ ثابت ہے۔اللہ تعالیٰ حق بات کو ماننے کی توفیق دے

مشکل جو سر پر آن پڑی تیرے ہی نام سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام تجھ پہ لاکھوں کروڑوں درودوسلام



اللہ کی عطا سے کسی کی مدد کرنا

اس بارے سیّدنا حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَاْخُذُهُ فَوْقَ يَدَيْهِ

(رواہ البخاری فی کتاب المظالم)

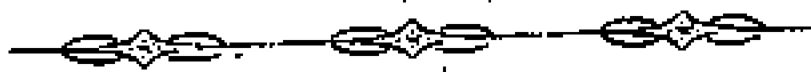
ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم لوگ عرض گزار ہوئے کہ ہم مظلوم کی مدد کریں لیکن ظالم کی مدد کیسے کریں فرمایا کہ اس کے ہاتھ پکڑ لو۔

فائدہ:

یہ حدیث ایسی ہے کہ اگر آج بھی ہم اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو معاشرے میں ہر طرف ہی سکون واطمینان کی ہوائیں چلنے لگیں۔ ہر فرد سکون کا سانس لینے لگے اور دنیا میں ہی جنت کی بہاریں محسوس ہونے لگیں۔ کسی پر ظلم نہ کرنا کسی کو ظالم کے حوالے نہ کرنا اپنے مسلمان بھائی سے مصیبت کو دور کرنا مسلمان کی عیب پوشی کرنا مظلوم کی مدد کرنا ظالم کو ظلم سے روکنا مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرنا جملہ اہل اسلام کو ایک ہی گھر کے افراد کی

طرح سمجھ کر سب کا خیر خواہ بن کر رہنا ان میں سے کون سی بات ہے جو ہمارے اندر پائی جاتی ہے جب ہم اخوت ومحبت کے سارے اسباق ہی بھلا بیٹھے تو آخر ہمارا معاشرہ ظلم وجور لوٹ کھسوٹ افراتفری اور نفرت وکدورت کی بھٹی نہ ہوتا تو اور کیا ہوتا۔ خدائے ذوالمنن ہمیں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا



اللہ کے بندے بھی مددگار ہیں اس کے بارے میں حضرت سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدٍ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ فَذَكَرَ عِيَادَةَ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعَ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتَ الْعَاطِسِ وَرَدَّ السَّلَامِ وَنَصْرَ الْمَظْلُوْمِ وَاِجَابَةَ الدَّاعِيْ وَاِبْرَارَ الْمُقْسِمِ

(رواہ البخاری فی کتاب المظالم)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے منع فرمایا۔ پس انہوں نے مریض کی عیادت کرنے جنازے کے پیچھے جانے چھینکنے والے کو جواب دینے سلام کا جواب دینے مظلوم کی مدد کرنے دعوت کو قبول کرنے اور قسم کو سچی کر دکھانے کا ذکر کیا۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں جو مسائل بیان کیے گئے ہیں ان میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ مظلوم کی مدد کرنے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اگر کوئی بندہ کسی کی مدد نہیں کر سکتا تو پھر اس حدیث کا کیا مطلب بنے گا بلکہ اس حدیث پاک سے واضح یہ بات

ثابت ہے کہ اللہ کے بندے اللہ کی عطا سے مددگار ہیں جو لوگ بندوں کی مدد کو شرک کہتے ہیں کاش ایسے لوگ انصاف کی نظر سے دیکھیں اور مسلمانوں کو مشرک کہنے سے باز آجائیں۔ جو یہ کہتے پھرتے ہیں صرف اور صرف یااللہ مدد باقی سب شرک و بدعت اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ جملے قرآن وحدیث کے مطابق نہیں ہیں۔ کیونکہ قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کی مدد کا بھی ذکر ہے اور اللہ کے بندوں کی مدد کا بھی ذکر ہے۔ جس طرح قران پاک کی آیت مبارکہ ہے تعاونوا علی البر والتقوی نیکی او رپرہیز گاری کے کام پر ایک دوسرے کی مدد کرو اس آیت کے علاوہ اور کئی آیتوں میں یہ مسئلے موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور حق بات کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سب کچھ ملتا ہے خدا سے مگر ملتا ہے حیلے سے
ہم نے خدا کی مدد پائی ولیوں کے وسیلے سے

خواب میں زیارت و بیداری میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰہِ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الزُّھْرِیِّ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سَلَمَۃَ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقَظَۃِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ اِذَا رَاٰہُ فِیْ صُوْرَتِہٖ (رواہ البخاری فی کتاب التعبیر)

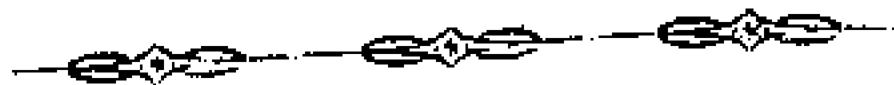
ترجمہ: ابو سلمہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ابن سیرین نے فرمایا جبکہ کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ہی کی صورت میں دیکھے۔

فائدہ:

اس حدیث پاک سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں بھی ہو سکتی ہے اور حالت بیداری میں بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے جس نے خواب میں میری زیارت کی وہ عنقریب حالت

بیداری میں بھی میری زیارت سے مستفیض ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مجھ جیسے گنہگار کو بھی یہ سعادت بار بار نصیب فرمائے۔ آمین یارب العلمین۔

چمکا ہے تیری ذات سے انسان کا مقدر
تو خاتم کونین کا رخشندہ نگیں ہے



مسئلہ زیارت

اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰنِي فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ تَابَعَهٗ يُوْنُسُ وَابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ (رواه البخاری فی کتاب التعبیر)

ترجمہ: ابوسلمہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا تو یقیناً اس نے حق کو دیکھا۔ اسی طرح یونس اور زہری کے بھتیجے نے روایت کی ہے۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بارے میں واضح ثبوت موجود ہے۔ اس سے پتا چل گیا جو سچے عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور محبان صادق ہیں انہیں زیارت کا شرف حاصل ہوتا ہے سید الکونین والکائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عاشقوں کو اور اپنے کامل محبوں کو جلوہ جہاں آرا سے نوازتے ہیں اللہ تعالیٰ مجھ جیسے گنہگار کو بھی عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور پکی محبت نصیب فرمائے۔
آمین یا ارحم الراحمین

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یارسول اللہ

دنیا میں جس کو جس کے ساتھ محبت ہوگی قیامت میں وہ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا

اس بارے میں سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجُعْدِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَتَی السَّاعَةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَعْدَدْتَّ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُّ لَهَا مِنْ كَثِیْرِ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

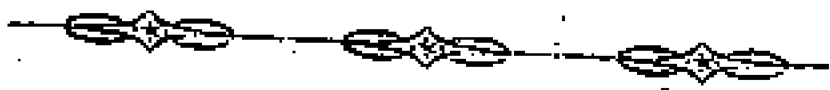
(رواہ البخاری فی کتاب الادب)

ترجمہ: سالم بن ابوالجعد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب قائم ہوگی۔ فرمایا کہ تم نے کیا تیاری کر رکھی ہے عرض کی کہ میں نے نماز روزہ اور صدقہ کی کثرت کے ذریعے تو کوئی تیاری نہیں کی لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ فرمایا کہ تم اس کے ساتھ ہوگے جس سے محبت رکھتے ہو۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں محبت کا ذکر ہے جس سے آدمی محبت کرے گا قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا اللہ تعالیٰ نیک پاک لوگوں سے محبت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور برے لوگوں کی محبت سے اور برائیوں سے اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ آمین

بزرگوں کی نسبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے



وفات کے بعد کھانا تقسیم کرنے کے بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى امْرَاَةٍ مَّا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ اَنْ يَّتَزَوَّجَنِيْ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ لِمَا كُنْتُ اَسْمَعُهٗ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ اَمَرَهٗ رَبُّهٗ اَنْ يُّبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ وَاِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِيْ فِيْ خُلَّتِهَا مِنْهَا ۔

(رواه البخاری فی کتاب الادب)

ترجمہ: عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں آتا جتنا حضرت خدیجہ پر حالانکہ وہ میرے نکاح سے تین سال پہلے وفات پا گئی تھیں۔ کیونکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر ان کا ذکر فرماتے ہوئے سنتی۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے رب نے حکم فرمایا تھا کہ انہیں جنت میں موتی کے محل کی بشارت دے دو اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرماتے تو ان کی سہیلیوں کے لیے اس میں سے بھیجتے۔

فائدہ:

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی اپنے عزیز کی وفات کے بعد کوئی چیز تقسیم کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور ہمارے اہلسنّت کا یہ معمول ہے کہ ہم اپنے فوت شدگان کے ایصال ثواب کے لیے خیرات وغیرہ کرتے ہیں۔ اور سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہ عقیدہ ہے اگر ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو اس روایت کو بیان نہ کرتے۔

میں تیری سخاوت پہ قربان جاؤں
میں کیوں نہ تیرے در پہ دامن بچھاؤں
تیرے ہاتھ تھکتے نہیں کملی والے
کرم کے خزانے لٹاتے لٹاتے

بادلوں کو حکم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ وَّعَنْ يُّوْنُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَصَابَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ قَحْطٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ اِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْكُرَاعُ هَلَكَتِ الشَّآءُ فَادْعُ اللّٰهَ يَسْقِيْنَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا قَالَ اَنَسٌ وَّاِنَّ السَّمَآءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ فَهَاجَتْ رِيْحٌ اَنْشَاَتْ سَحَابًا ثُمَّ اجْتَمَعَ ثُمَّ اَرْسَلَتِ السَّمَآءُ عَزَالِيَهَا فَخَرَجْنَا نَخُوْضُ الْمَآءَ حَتّٰى اَتَيْنَا مَنَازِلَنَا فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ اِلَى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَقَامَ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ فَادْعُ اللّٰهَ يَحْبِسْهُ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَنَظَرْتُ اِلَى السَّحَابِ تَصَدَّعَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ كَاَنَّهٗ اِكْلِيْلٌ

(رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں ایک دفعہ اہل مدینہ قحط سے دوچار ہوگئے۔ اسی دوران آپ جمعے کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہوکر کہا: یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے ہلاک ہو گئے۔ بکریاں مر گئیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ ہمیں پانی مرحمت فرمائے۔ آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے حضرت انس فرماتے ہیں کہ اس وقت آسمان شیشے کی طرح صاف تھا لیکن ہوا چلنے لگی بادل گھر آئے اور جمع ہو گئے اور آسمان نے ایسا اپنا منہ کھولا کہ ہم برستی ہوئی بارش میں اپنے گھروں کو گئے اور متواتر اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پس وہی شخص یا کوئی دوسرا کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر گر رہے ہیں لہٰذا اللہ سے دعا فرمائیے کہ اسے روک لے آپ نے تبسم ریزی کے دوران فرمایا ہمیں چھوڑ کر ہمارے گرداگرد برسو۔ راوی نے دیکھا کہ بادل مدینہ منورہ کے اوپر سے ہٹ کر یوں چاروں طرف رہے گویا وہ تاج ہیں۔

فائدہ:

اس حدیث کے آخر میں ہے کہ آپ نے بادلوں سے حوالینا فرمایا۔ قربان جائیں اس تاجدار دو جہاں سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کے حکم کو بادل بھی محسوس کر لیتے اور تعمیل ارشاد کرتے تھے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اپنے رب کی اطاعت کی۔ لہٰذا آئیے سب مل جل کر کہیں۔

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

نور کا بشری صورت میں آنا

اس بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنِیْ عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِیْدِ النَّرْسِیُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ قَالَ اُنْبِئْتُ اَنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ اُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ یُحَدِّثُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هٰذَا اَوْ كَمَا قَالَ قَالَتْ هٰذَا دِحْیَةُ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اَیْمُ اللّٰهِ مَا حَسِبْتُهٗ اِلَّا اِیَّاهُ حَتّٰی سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُخْبِرُ جِبْرِیْلَ اَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِاَبِیْ عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ

(رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء)

ترجمہ: ابوعثمان فرماتے ہیں مجھے بتایا گیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضرت ام سلمہ آپ کے پاس موجود تھیں پس وہ آپ سے گفتگو کرتے رہے پھر چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ سے دریافت فرمایا یہ کون تھے یا جو کچھ بھی فرمایا انہوں نے جواب دیا کہ دحیہ تھے۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم میں تو انہیں دحیہ کلبی ہی سمجھا تھا لیکن میں نے سنا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران خطبہ بتایا کہ وہ حضرت جبرئیل تھے۔ یا جو کچھ فرمایا۔ معتمر کے والد نے ابوعثمان سے دریافت کیا کہ یہ حدیث آپ نے کس سے سنی ہے جواب دیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں آنا بیان کیا گیا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ نور بشری لبادے میں آسکتا ہے اور یہ قرآن پاک کی کئی آیتوں سے ثابت ہے جیسا کہ قرآن پاک میں حضرت مریم کا واقعہ ہے کہ ان کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی صورت میں آئے پھر قرآن پاک میں حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ ان کے پاس بھی نوری فرشتے انسانی صورت میں آئے۔ اس طرح کے دیگر کئی واقعات قرآن وحدیث میں موجود ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اگر وہ چاہے تو نوری فرشتوں کو انسانی صورت میں بھیج دے اس طرح اس کی قدرت ہے اگر وہ چاہے اپنے پیارے حبیب ہمارے پیارے آقا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ہونے کے باوجود بشری لبادے میں بھیج سکتا ہے۔ اس میں کون سی شرک والی بات ہے جس طرح کہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ نور کہنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

وضع واضع میں تری صورت ہے معنیٰ نور کا
یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

کسی سردار کی تعظیم کرنا

اس بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اُنَاسًا نَزَلُوْا عَلٰی حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَجَآءَ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيْبًا مِّنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْآ اِلٰی خَيْرِكُمْ اَوْ سَيِّدِكُمْ فَقَالَ يَا سَعْدُ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ نَزَلُوْا عَلٰی حُكْمِكَ قَالَ فَاِنِّیْ اَحْكُمُ فِيْهِمْ اَنْ تُقْتَلَ مَقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰی ذَرَارِيُّهُمْ قَالَ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ اَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ (رواه البخاری فی کتاب المناقب)

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر (بنی قریظہ کے یہودی) قلعہ سے باہر نکل آئے۔ پھر انہیں بلایا گیا تو آپ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب مسجد کے قریب پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بہترین آدمی کے لئے تعظیمی قیام کرو یا اپنے سردار کے لیے پھر آپ نے فرمایا۔ اے سعد یہ لوگ تمہارے حکم پر باہر آ گئے ہیں۔ حضرت سعد نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ جوان میں لڑنے کے قابل

ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا جائے۔آپ نے فرمایا تم نے حکم الہٰی کے مطابق فیصلہ کیا ہے یا فرشتے کے حکم کے مطابق۔

فائدہ:

اس روایت میں تعظیمی قیام کرنے کا مسئلہ ثابت ہوتا ہے کسی بڑے کے لیے تعظیماً کھڑے ہونا صحابہ کے طریقے سے ثابت ہے بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکم ارشاد فرماتے ہیں کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کے لیے جیسا کہ اوپر حدیث میں موجود ہے۔

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

شہادت نبوی وعقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مَرَضِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِہٖ وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ وَقَالَ یُوْنُسُ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ عُرْوَۃُ قَالَتْ عَآئِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ یَا عَآئِشَۃُ مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِیْ اَکَلْتُ بِخَیْبَرَ فَھٰذَا اَوَانُ وَجَدْتُّ انْقِطَاعَ اَبْھَرِیْ مِنْ ذٰلِکَ السُّمِّ

(رواہ البخاری فی کتاب المغازی)

ترجمہ: رسول خدا کی بیماری اور وصال ارشاد باری تعالیٰ ہے: بے شک (اے محبوب) تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے پھر تم قیامت کے روز اپنے رب کے پاس جھگڑو گے (سورہ الزمر آیت ۳۰،۳۱) یونس، زہری، عروہ، حضرت عائشہ صدیقہ سے راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وصال میں فرماتے' اے عائشہ ہمیشہ میں اس کھانے کی تکلیف محسوس کرتا رہا جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اور اب مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس زہر نے میری رگ جان کو کاٹ دیا ہے۔

فائدہ:

ثابت ہوئی ہے زندگی حسین ابن علی کی
ہم موت نہ مانیں گے مدینہ کے نبی کی

اس حدیث پاک میں شہادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان موجود ہے۔خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں کہ اس زہر کی تکلیف مجھے ہوتی رہی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی اور آخری وقت بھی اسی زہر کے اثر کا غلبہ ہوا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رگ جان کٹ رہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے سے شہادت کا رتبہ عطا فرمایا تو قران پاک کا یہ قانون ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ شہید زندہ ہے تو اس سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں

ایسے دلائل اگر نہ بھی ہوں تو پھر بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا زندہ ہونا شہید سے بطریق اولیٰ ثابت ہے کیونکہ اگر شہید زندہ ہے تو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام شہدائے کرام سے اعلیٰ ہیں۔منصب نبوت منصب شہادت سے بہت زیادہ اعلیٰ اور بلند وبالا ہے

شہیدوں کے لہو سے جو زمین سیراب ہوتی ہے
بڑی زرخیز ہوتی ہے بڑی شاداب ہوتی ہے
جب تک نہ جلے دیپ شہیدوں کے لہو سے
کہتے ہیں جنت میں چراغاں نہیں ہوتا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب

اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلِ اللَّخْمِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ فَسَاَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجْعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اِنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِهٖ يَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ

(رواہ البخاری فی کتاب المغازی)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وصال میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کے ساتھ سرگوشی فرمائی تو وہ رونے لگیں پھر نہیں قریب بلا کر سرگوشی فرمائی تو وہ ہنس پڑیں۔ ہم نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو بتایا پہلی مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ سرگوشی فرمائی تھی کہ میرا اس مرض کے اندر ہی وصال ہوجائے گا۔ اس پر میں رونے لگی دوبارہ آپ نے سرگوشی فرمائی تو مجھے یہ خبر دی کہ میرے اہل بیت سے تم سب سے پہلے

میرے پیچھے آؤ گی۔ اس پر میں ہنس پڑی۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وسیع علم غیب سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تو میرے پاس آئے گی۔ اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہر امتی کی موت وحیات کا علم عطا فرمایا ہے جیسا کہ اوپر حدیث میں موجود ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی بخاری شریف میں بہت زیادہ حدیثیں موجود ہیں۔ اگر کسی نے دیکھنی ہوں تو وہ ہماری کتاب فیض البخاری در مسئلہ علم محبوب باری صلی اللہ علیہ وسلم میں ملاحظہ فرمائیں۔ انشاء اللہ آپ کا ایمان تازہ ہو جائے گا۔ کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی 210 احادیث مبارکہ ہیں۔

گستاخوں کی علامتیں

اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ نِالْخُدْرِیَّ يَقُوْلُ بَعَثَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِیْ اَدِيْمٍ مَقْرُوْظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَّاَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَّزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ اِمَّا عَلْقَمَةُ وَاِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ كُنَّا نَحْنُ اَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰٓؤُلَاۤءِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا تَاْمَنُوْنِیْ وَاَنَا اَمِيْنُ مَنْ فِی السَّمَآءِ يَاْتِيْنِیْ خَبَرُ مَنْ فِی السَّمَآءِ صَبَاحًا وَّمَسَآءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ مُشَمَّرُ الْاِزَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ قَالَ وَيْلَكَ اَوَلَسْتُ اَحَقَّ اَهْلِ الْاَرْضِ اَنْ يَّتَّقِیَ اللّٰهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهٗ قَالَ لَا لَعَلَّهٗ اَنْ يَّكُوْنَ يُصَلِّیْ فَقَالَ خَالِدٌ وَّكَمْ مِنْ مُّصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ مَا لَيْسَ فِیْ

قَلْبِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَمْ اُوْمَرْ اَنْ اَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَلَا اَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ اِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ اِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَّتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رُطْبًا لَّا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَاَظُنُّهٗ قَالَ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ

(رواہ البخاری فی کتاب المغازی)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چمڑے کے تھیلے میں بھر کر کچھ سونا بھیجا جس سے بھی مٹی بھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم فرمادیا یعنی عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید بن خیل اور چوتھے علقمہ یا عامر بن طفیل کے درمیان اس پر آپ کے اصحاب میں سے کسی نے کہا' ان لوگوں سے تو ہم زیادہ حق دار تھے جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کیا تم مجھے امانتدار شمار نہیں کرتے حالانکہ آسمان والے کے نزدیک میں امین ہوں اس کی خبریں تو میرے پاس صبح وشام آتی رہتی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ایک آدمی کھڑا ہوگیا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں اونچی پیشانی گھنی داڑھی سر منڈا ہوا اور اونچا تہ بند باندھے ہوتے تھا وہ کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول خدا سے ڈرو۔ آپ نے فرمایا تیری خرابی ہو کیا میں خدا سے ڈرنے کا تمام اہل زمین سے زیادہ مستحق نہیں ہوں۔ پھر وہ آدمی چلا گیا۔ حضرت خالد بن ولید عرض گزار ہوئے یارسول اللہ! کیا میں اس کی گردن اڑادوں؟ فرمایا: ایسا نہ کرو شاید یہ نمازی ہو حضرت خالد عرض گزار ہوئے کہ ایسے نمازی بھی تو

ہو سکتے ہیں کہ جو کچھ ان کی زبان پر ہے وہ دل میں نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں اور ان کے پیٹ چاک کروں۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے پھر اس کی جانب توجہ فرمائی اور وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا اس وقت فرمایا کہ اس کی پشت سے ایسی قوم پیدا ہوگی جو اللہ کی کتاب کو بڑے فخر سے پڑے گی لیکن قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے اس طرح نکلے ہوئے ہوں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو قوم ثمود کی طرح انہیں قتل کر دوں۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں اس گستاخ کی کچھ علامتوں کا بیان ہے جس طرح کے اوپر حدیث میں ہے کہ اس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں اونچی پیشانی گھنی داڑھی سر منڈا ہوا اور اونچا تہ بند باندھے ہوئے آج بھی اگر کسی منکر کو سامنے کھڑا کر کے غور سے دیکھیں واقعی وہی علامات پائی جائیں گی۔ اور عقیدہ بھی وہی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ماننے کے لیے یہ لوگ قطعی طور پر تیار نہیں۔ کسی نہ کسی حیلے بہانے سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھٹانے کے در پے ہیں حالانکہ ان بے وقوفوں کے گھٹانے سے اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت میں بھلا کوئی کمی آسکتی ہے جس کی عظمت کو بڑھانے والا خدا ہے جس کے ذکر کو بلند کرنے والا بھی خود اللہ احکم الحاکمین ہے۔ جیسا کہ اس کے قرآن پاک میں یوں ارشاد گرامی ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (اے محبوب ہم نے تیرے لیے تیرے ذکر کو بلند کر دیا) اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

دھڑکن دلاں دی کردی اے مدحت حضور دی
سرمایہ زندگی دا محبت حضور دی

رحمت دا سایہ بن گئے سارے جہان نُوں
سارے جہان دی لوڑ اے شفقت حضور دی

اللہ ای جاندا اے رسالت دی شان نوں
ہر سوچ توں بلند اے عظمت حضور دی



مدینہ شریف میں مکہ شریف سے دوگنی برکت ہے

اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ سَمِعْتُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ تَابَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُوْنُسَ

(رواه البخاری فی کتاب ابواب العمره)

ترجمہ: عبداللہ بن محمد، وہب بن جریر ان کے والد ماجد یونس ابن شہاب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ مدینہ منورہ میں اس سے دوگنی برکت رکھ جتنی تو نے مکہ مکرمہ میں رکھی ہے۔ متابعت کی اس کی عثمان بن عمر نے یونس سے۔

فائدہ:

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے مدینہ شریف میں مکہ مکرمہ سے دوگنا برکت ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا فیضان ہے جس طرح کے اوپر حدیث میں موجود ہے۔

پوچھا جب زائر طیبہ سے لگا یوں کہنے
روز و شب دیکھا ضیاء بار مدینہ
یوں تو یہ چودہ طبق شان خدا ہیں لیکن
ذات باری کا انوکھا ہے شہکار مدینہ

تعظیم مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ وَهُوَ الَّذِيْ مَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِهٖ وَهُوَ غُلَامٌ مِّنْ بِئْرِهِمْ وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَغَيْرِهٖ يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ

(رواہ البخاری فی کتاب الوضوء)

ترجمہ: علی بن عبداللہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد ان کے والد ماجد صالح ابن شہاب محمود بن ربیع سے روایت ہے جن کے چہرے پر ان کے کنویں کے پانی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کی تھی اور عروہ نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی جن میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی تصدیق کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو قریب تھا کہ لوگ آپ کے وضو کے پانی پر لڑنے لگتے۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی

اللہ عنہم اپنے پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی تعظیم کیا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو والا پانی جو استعمال شدہ پانی ہے یعنی مستعمل پانی نیچے نہیں گرنے دیتے تھے اتنی تیزی اور اتنی کوشش سے اسے حاصل کرتے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ یوں محسوس ہوتا کہ گویا لڑنے کے قریب ہیں۔ سبحان اللہ کتنا پیارا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہے تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہ وہ اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مستعمل پانی بھی نیچے نہیں گرنے دیتے۔ بلکہ اپنے ہاتھوں اور چہرے پر مل کر برکتیں حاصل کرتے ہیں۔

میرے ہزار دل ہوں تصدق حضور پر
میری ہزار جان ہو قربانِ مصطفیٰ

مقام نبوت اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَام فَلَمَّا جَاءَهٗ صَكَّهٗ فَرَجَعَ اِلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَّا يُرِيْدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَيْنَهٗ وَقَالَ ارْجِعْ فَقُلْ لَّهٗ يَضَعُ يَدَهٗ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهٗ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهٖ يَدُهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ اَیْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ فَسَاَلَ اللّٰهَ اَنْ يُّدْنِيَهٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ

(رواہ البخاری فی کتاب الجنائز)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملک الموت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا جب وہ حاضر ہوئے تو انہوں نے آنکھ پھوڑ دی۔ پس اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹے اور عرض گزار ہوئے تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ واپس لوٹا دی اور فرمایا ان سے کہو کہ ایک بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھیے ہاتھ سے جتنے بال ڈھانپے جائیں تو ہر بال کے بدلے ایک سال عرض گزار ہوئے کہ یارب پھر کیا ہوگا۔ فرمایا کہ پھر موت عرض کی تو ابھی سہی اور اللہ

تعالیٰ سے سوال کیا کہ مجھے ارض مقدس سے قریب کر دے پتھر کی مار کے برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں وہاں تو تمہیں ان کی قبر دکھاتا جو راستے سے ایک طرف سرخ ٹیلے پر ہے۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں مقام نبوت کی طرف اشارہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اتنا اعلیٰ مقام ہے کہ حضرت ملک الموت جیسے مقرب فرشتے کو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام نے تھپڑ رسید کیا جس سے ان کی آنکھ نکال دی گویا کہ انہیں ادب سکھایا کہ یہ تو کلیم اللہ کی بارگاہ ہے آخر میں اللہ کے حبیب تمام انبیاء کے سردار امام الانبیاء کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا وقت آنے والا ہے گویا کہ انہیں ادب سکھایا بارگاہ نبوت کا۔

بخت خوابیدہ جگایا ہے ہمارا حق نے
کیا بنایا تجھے عالم کا سہارا حق نے
کون دیتا ہے کسی کو کوئی محبوب اپنا
جانے کس طرح کیا ہے یہ گوارا حق نے

قبر میں سرکار ﷺ کی آمد اور

عقیدہ سیّدنا امام بخاری ﷫

حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ اَصْحٰبُهُ حَتّٰى اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَاَقْعَدَاهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ انْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا وَّاَمَّا الْكَافِرُ اَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِّنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ اُذُنَيْهِ فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَّسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيْهِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ

(رواہ البخاری فی کتاب الجنائز)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس چل دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سن

رہا ہوتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آ کر اسے بٹھا لیتے ہیں اور کہتے ہیں تو اس شخص کے متعلق کیا کہتا ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ جہنم میں اپنا ٹھکانا دیکھ کہ اس کے بدلے تجھے اللہ تعالیٰ نے جنت میں ٹھکانا دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں دکھائے جاتے ہیں۔ اور اگر وہ کافر یا منافق ہے تو کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے اس سے کہا جائے گا کہ نہ تو نے جانا اور نہ سمجھا پھر اسے لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جاتا ہے کانوں کے درمیان تو چیختا چلاتا ہے جس کو نزدیک والے سب سنتے ہیں سوائے جنوں اور انسانوں کے۔

فائدہ:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تمام مردے سنتے ہیں لہٰذا سماع موتی کا انکار کرنا دین سے بے خبر ہونے کی دلیل ہے یا اہل حق کی مخالفت میں اس کا انکار کیا جاتا ہے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ عذاب قبر برحق ہے تیسری بات یہ کہ قبر میں دو فرشتے ہر مرنے والے سے سوال کرتے ہیں چوتھی بات یہ کہ ہر قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوتی ہے۔ پانچویں بات یہ معلوم ہوئی کہ ہر ایک کی نجات رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے پر موقوف ہے اور قبر میں صرف ایمان کی آنکھوں سے ہی اس جان ایمان کو پہچانا جا سکے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جیہڑے کہندے سی مراں گے نال تیرے
اج اوہناں وی بازیاں ہاریاں نیں
جیہڑے ترسدے سن دید نوں دنے راتیں
اج اوہناں وی باریاں ماریاں نیں

وچ باغ دے خزاں نے جدوں وال کھولے
پنچھی اڑ گئے مار اڈاریاں نیں
محمد بوٹیا جھوٹا ای جگ سارا
کملی والے دیاں سچیاں یاریاں نیں

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا

اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری ﷫

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو اَنَّ اَبَا مَعْبَدٍ مَوْلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِكَ اِذَا سَمِعْتُهٗ ۔۔ (رواہ البخاری فی کتاب الصلوۃ)

ترجمہ: اسحاق بن نصر عبدالرزاق ابن جریج عمرو ابومعبد مولیٰ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ بلند آواز سے ذکر کرنا جب کہ لوگ فرض نماز سے فارغ ہو جاتے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں رائج تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں لوگوں کے فارغ ہونے (نماز) سے تو اسی سے جان لیتا جب کہ اس (بلند آواز سے ذکر کرنے) کو سنتا۔

فائدہ:

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کیا جاتا تھا جیسا کہ اوپر حدیث میں موجود ہے اور سیّدنا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے کا بھی پتا چل گیا۔ اگر ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو اس حدیث کو اپنی صحیح بخاری شریف میں درج نہ کرتے۔ آج لوگ اس بات میں بھی اختلاف کرتے ہیں۔

شاہدانِ چمن نے لب آب جو
آب گل سے نہا کر کے تازہ وضو
حلقہ ذکر گل کے کیا روبرو
اور لگانے لگے دم بدم ضرب ہو
اللہ اللہ اللہ اللہ

حضور اکرم ﷺ کا علم غیب

اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِیْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّی الظُّهْرَ فَقَامَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ فَذَكَرَ اَنَّ فِیْهَا اُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسْاَلَ عَنْ شَیْءٍ فَلْیَسْاَلْ فَلَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ مَا دُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا فَاَكْثَرَ النَّاسُ فِی الْبُكَآءِ وَاَكْثَرَ اَنْ یَّقُوْلَ سَلُوْنِیْ فَقَامَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِیُّ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ یَّقُوْلَ سَلُوْنِیْ فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰی رُكْبَتَیْهِ فَقَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِیْ عُرْضِ هٰذَا الْحَآئِطِ فَلَمْ اَرَ كَالْخَیْرِ وَالشَّرِّ ۔ (رواہ البخاری فی کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سورج ڈھلنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھی پھر منبر پر کھڑے ہو کر قیامت کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس میں بڑے بڑے

امور ہیں پھر فرمایا جو کسی چیز کے متعلق مجھ سے پوچھنا چاہتا ہو تو پوچھ لے اور تم مجھ سے کسی چیز کے متعلق نہیں پوچھو گے مگر میں تمہیں اسی جگہ پر بتادوں گا۔ پس لوگ بہت زیادہ روئے اور آپ بار بار فرماتے رہے کہ مجھ سے پوچھ لو پس حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تمہارا باپ حذافہ ہے پھر آپ بار بار فرماتے رہے کہ مجھ سے پوچھ لو۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل ہو کر عرض گزار ہوئے۔ ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ تو آپ خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ ابھی مجھ پر جنت و جہنم اس دیوار کے گوشے میں پیش کی گئیں میں نے ایسی بھلی اور بری چیز نہیں دیکھی۔

فائدہ:

یہ حدیث اس جگہ پر اگرچہ پوری بیان نہیں کی گئی ہے پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی خصوصیت ظاہر کر رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے اعلان فرمانا کہ تم مجھ سے اس جگہ میں کوئی چیز نہیں پوچھو گے مگر میں تمہیں بتادوں گا پھر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے باپ کا نام ان کے سوال پر بتایا نیز مسجد نبوی کی ایک دیوار کے اندر جنت و دوزخ آپ کو مثالی صورت میں دکھائی گئیں ان تینوں باتوں پر اگر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کیا جائے تو علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خداداد وسعتوں کی جھلک سامنے آجاتی ہے۔ اور کوئی مسلمان اس کا انکار کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا ہاں انجام کار ہدایت اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے۔

سرِ عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضور ﷺ کی بارگاہ میں خطاب کے لفظ سے سلام عرض کرنا اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری علیہ الرحمۃ

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ شَقِیْقٌ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ قَبْلَ عِبَادِہِ السَّلَامُ عَلٰی جِبْرِیْلَ السَّلَامُ عَلٰی مِیکَائِیْلَ السَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَقُلِ التَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ فَاِنَّہٗ اِذَا قَالَ ذٰلِکَ اَصَابَ کُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ثُمَّ یَتَخَیَّرُ بَعْدُ مِنَ الْکَلَامِ مَا شَآءَ ۔ (رواہ البخاری فی کتاب الاستذان)

ترجمہ: شقیق کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو بندوں پر سلام سے پہلے ہم نے کہا کہ اللہ پر سلام ہو جبرائیل پر سلام ہو میکائیل پر

سلام ہو اور فلاں پر سلام ہو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو چہرۂ انور ہماری طرف کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہے جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو اسے یوں کہنا چاہیے تمام زبانی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں اور بدنی و مالی عبادتیں بھی، اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہمارے اوپر بھی سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی کیونکہ جب اس طرح کہا جائے گا تو زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے کو سلام پہنچ جائے گا۔ پھر کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں پھر اختیار ہے کہ جو چاہے دعا مانگے۔

فائدہ:

اس حدیث کے اندر التحیات اور تشہد کے الفاظ سکھائے گئے ہیں جن کے اندر السلام علیك ایھا النبی بھی ہے یعنی اے نبی آپ پر سلام ہو تمام صحابہ کرام نماز کے اندر اسی طرح سلام عرض کرتے خواہ وہ حضور کے پیچھے نماز پڑھتے خواہ دور دراز دیگر مساجد میں پڑھ رہے ہوتے۔ حتیٰ کہ جو حضرات جہاد کرنے دور دراز مقامات پر چلے جاتے وہ بھی اپنی نمازوں میں حضور کو مخاطب کر کے سلام عرض کرتے السلام علیك ایھا النبی کہتے ان کے دلوں میں بھی کبھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ ہم اتنی دور سے حضور کو کیوں مخاطب کریں اتنے دور دراز مقامات سے حضور ہمارا سلام نہ سن سکیں گے لہٰذا سلام ہی نہ کریں وہ جانتے تھے۔

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست

می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار کے اندر اس سلام نیاز کے بارے میں یوں ہے

ویقصد بالفاظ التشھد معانیھا مرادۃ له علی وجه انشاء

کانه یحی الله ویسلم علی نبیه وعلی نفسه واولیاءه لا الاخبار عن ذلك

ترجمہ: اور تشہد کے الفاظ سے ان کے معنی کو مراد بنائے اور اپنی جانب سے عرض کرے گویا اللہ تعالیٰ کی تحیت کرتا اور اور اپنے نبی کو سلام عرض کرتا ہے اور اپنی جان اور اولیاء اللہ کو بھی نہ کہ خبر کے طور پر فخر احناف علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے درمختار کی ردالمحتار کے نام سے مایہ ناز شرح لکھی تھی انہوں نے اس بات کی مزید تشریح وتصریح کرتے ہوئے فرمایا:

ای لا یقصد الاخبار والحکایة عما وقع فی المعراج منه صلی الله علیه وسلم ومن ربه سبحانه والملئکة علیهم السلام

ترجمہ: یعنی ان خبروں کی حکایت کا قصد نہ کرے جو معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رب سبحانہ اور ملائکہ علیہم السلام سے واقع ہوئیں۔

اسلام کے بطل جلیل اور اہل سنت وجماعت کے مایہ ناز امام حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۰۵ھ) نے اسی عرض سلام بحالت نماز کے بارے میں نمازیوں کو یوں تلقین فرمائی ہے:

و احضر فی قلبك النبی صلی الله علیه وسلم وشخصه الکریم وقل السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته ولیصدق املك فی انه یبلغه ویرد علیك ماهو ادنی منه

(احیاء العلوم، جلد اول)

ترجمہ: اور اپنے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر کر اور ان کی صورت کا تصور کر کے کہہ کہ اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں اور دل سے جان کہ یہ انہیں پہنچے گا اور تجھے اس کا جواب مرحمت فرمانا ان کی شان کے آگے کوئی بات ہی نہیں۔

متحدہ ہندوستان کے مایہ ناز محدث جلیل القدر محقق عظیم الشان عاشق رسول
سرمایہ روزگار یعنی خاتم المحققین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(المتوفی 1052ھ 1642ء) نے اسی حدیث کی شرح لکھتے ہوئے یہ بھی فرمایا
ہے

وبعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجوات وافراد ممکنات پس آنحضرت درذات مصلیا موجود وحاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا با نوار قرب واسرار معرفت وفائز گردد۔ (اشعۃ اللمعات جلد اوّل)

ترجمہ: اور بعض عارفوں نے فرمایا کہ یہ خطاب حقیقت محمدیہ کے سرایت کر جانے کی وجہ سے ہے موجودات کے ذروں اور ممکنات کے افراد میں پس آں حضرت تو نمازیوں کی ذات کے اندر بھی موجود اور حاضر ہیں پس نمازی کو چاہیے کہ اس بات سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ رہے تاکہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے متنور اور فائز ہو سکے۔

جب عین حالت نماز میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے سلام عرض کرتے ہیں تو نماز سے باہر خطاب کے ساتھ سلام عرض کرنا یا الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ کہنا کیونکر شرک یا ناجائز ہو سکتا ہے۔ کیا نماز کے اندر شرک کی اجازت ہے اور نماز سے باہر یارسول اللہ کہنا شرک ہے۔ اس مخاطب کو شرک یا ناجائز بتانا منکرین شان رسالت کی سینہ زوری اور دھاندلی کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ خدائے ذوالمنن جملہ مدعیان اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے آمین

محمد کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو ایمان نامکمل ہے

نگاہ نبوت اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِیَاضٍ عَنْ عُبَیْدِاللّٰهِ عَنْ خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ (رواہ البخاری فی کتاب الرقاق)

ترجمہ: حفص بن عاصم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض کوثر پر ہے

فائدہ:

سبحان اللہ قربان جائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ نبوت کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نگاہ نبوت سے اپنے منبر شریف کو حوض کوثر پر دیکھ رہے ہیں جیسا کہ اوپر حدیث میں موجود ہے۔

ہمسر میرے حضور کا آیا کوئی نہیں
چشم جہاں نے آپ سا دیکھا کوئی نہیں
جس مرتبے پہ آپ کو فائز کیا گیا
اس مرتبے تک آج تک پہنچا کوئی نہیں

عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا (رواه البخاری فی کتاب الرقاق)

ترجمہ: ابوالخیر نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر نکلے اور شہدائے احد پر اسی طرح نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھی جاتی ہے پھر آپ منبر کی طرف لوٹے اور فرمایا میں تمہارے لیے پیش خیمہ ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور خدا کی قسم بیشک میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئی ہیں یا زمین کی کنجیاں اور خدا کی قسم مجھے اس بات کا کوئی ڈر

نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ مجھے ڈر ہے کہ تم دنیا کی محبت میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

فائدہ: اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے چند باتیں ارشاد فرمائیں۔ چاہیے کہ آج مسلمان کہلانے والے انہیں کان کھول کر سنیں اور ان پر یقین کریں۔

1- آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے پیش خیمہ ہوں۔

2- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے اوپر گواہ ہوں۔

3- فرمایا کہ خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

4- فرمایا کہ مجھے زمین کی کنجیاں عطا فرما دی گئی ہیں۔

5- ارشاد ہوا کہ مجھے اس بات کا تو خدشہ ہی نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو۔

6- فرمایا کہ مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا کی محبت میں مبتلاء ہو جاؤ گے۔

عجیب ستم ظریفی ہے کہ بعض لوگ کلمہ پڑھ کر مسلمان کہلا کر اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا دعویٰ کر کے اپنے نبی کی بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کو ماننے پر ان کے ذہن آمادہ ہی نہیں ہوتے۔ اپنے نبی کے خداداد فضائل و کمالات کا انکار کرنا اور توہین و تنقیص میں کوشاں رہنا ہی ان حضرات کے دین و مذہب کی معجون کا جزو اعظم ہو کر رہ گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں کہ میں تمہارا پیش خیمہ ہوں لیکن وہ آپ کو مددگار ماننا ہی شرک ٹھہراتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں کہ میں تم پر گواہ ہوں لیکن وہ مہربان ہر اس مسلمان کو مشرک قرار دیتے ہیں جو آپ کو چشم دید گواہ مانے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو زمین پر بیٹھ کر اوران پر حجت تمام کرنے کی غرض سے خدا کی قسم کھا کر فرمائیں کہ میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں لیکن یہ حضرات مسلمانوں کو باور کرانے پر مصر ہیں کہ آپ تو دیوار

کے پرے بھی نہیں دیکھ سکتے اور نہ اب دیکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئی ہیں بلکہ دوسری روایت میں فرمایا کہ مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا فرمادی گئی ہیں لیکن یہ لوگ پوری بے باکی اور گستاخانہ لہجے میں اپنا عقیدہ یوں بتاتے ہیں کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں کہ مجھے اس بات کا کوئی خدشہ نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک کرو لیکن ان حضرات کو اپنی جماعت کے سوا باقی سارے مسلمان شرک کے سمندر میں ڈوبے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ خدائے ذوالمنن جملہ مدعیان اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

نسبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَمَا اَدْرِیْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَوْلِهٖ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ

(رواہ البخاری فی کتاب الرقاق)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر جو لوگ ان کے بعد آئیں گے اور پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔ حضرت عمران نے فرمایا کے مجھے اچھی طرح یاد نہیں رہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد کے بعد اسے دو دفعہ دہرایا یا تین مرتبہ پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ گواہی دیں گے حالانکہ انہیں گواہ نہیں بنایا گیا ہوگا۔ خیانت کریں گے اور ان کا کوئی یقین نہیں کرے گا۔ منت مانیں گے لیکن انہیں پورا نہیں کریں

گے ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر میرا زمانہ ہے۔ سبحان اللہ یہ کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا فیضان ہے جس زمانے کو نسبت ہوئی وہ زمانہ سب سے اعلیٰ ہوگیا۔ اور جس چیز کو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہوگئی وہ چیز سب چیزوں سے اعلیٰ ہوگئی۔

دامن مصطفیٰ سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا
جس کے حضور ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا

تبرکات کے ثبوت کے بارے میں
حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآئَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ اَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ فَقَالَ الْقَوْمُ هِىَ الشَّمْلَةُ فَقَالَ سَهْلٌ هِىَ شَمْلَةٌ مَنْسُوْجَةٌ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكْسُوْكَ هٰذِهٖ فَاَخَذَهَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَلَبِسَهَا فَرَاٰهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَآ اَحْسَنَ هٰذِهٖ فَاكْسُنِيْهَا فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا قَامَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَامَهٗ اَصْحَابُهٗ قَالُوْا مَآ اَحْسَنْتَ حِيْنَ رَاَيْتَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَهَا مُحْتَاجًا اِلَيْهَا ثُمَّ سَاَلْتَهٗ اِيَّاهَا وَقَدْ عَرَفْتَ اَنَّهٗ لَا يُسْاَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعَهٗ فَقَالَ رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِيْنَ لَبِسَهَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلِّىْ اُكَفَّنُ فِيْهَا (رواه البخاری فی کتاب الادب)

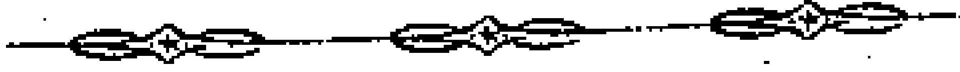
ترجمہ: ابو حازم کا بیان ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک عورت چادر لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ حضرت سہل نے دوسرے حضرات سے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ

یہ چادر کیسی ہے؟ دوسرے حضرات نے جواب دیا کہ یہ شملہ ہے۔ حضرت سہل نے کہا کہ یہ ایسی شملہ ہے جس کے حاشیے بنے ہوئے ہیں وہ عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! میں اسے آپ کے پہننے کی خاطر لائی ہوں پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قبول فرمالی اور آپ کو ضرورت بھی تھی اور اسے پہننے کا شرف بخشا۔ جب صحابہ کرام میں سے ایک شخص نے اسے آپ کے جسم اطہر پر دیکھا تو وہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ تو بہت اچھی ہے لہٰذا یہ مجھے پہنا دیجیے۔ فرمایا" اچھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر چلے گئے تو دوسرے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے انہیں ملامت کی اور کہا کہ آپ نے اچھا نہیں کیا کیونکہ جب آپ نے یہ دیکھ لیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا ہے اور آپ کو اس کی ضرورت بھی ہے اس کے باوجود آپ نے وہی مانگ لی اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ جب آپ سے سوال کیا جائے تو آپ انکار نہیں فرماتے اسی صحابی نے کہا میں اس کی برکت کا امیدوار ہوں کیونکہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے لگنے کا شرف حاصل ہو گیا ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اسی میں کفن دیا جاؤں۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں تبرکات کا ثبوت ہے اس صحابی نے برکت حاصل کرنے کے لیے اور آخرت کی مشکلات کے حل لیے چادر مانگ لی پتا چل گیا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے لگنے والا کپڑا اتنا برکت والا ہے کہ اس سے دنیا و آخرت کی مشکلیں حل ہوتی ہیں جبکہ صحابی نے یہ فرمایا میں نے اس لیے مانگا ہے کہ اس میں کفن دیا جاؤں تو ان کا عقیدہ تھا کہ قبر کی مشکلات اس سے حل ہوں گی اسی لیے تو انھوں نے مانگا اور مانگنے کی یہی وجہ تھی۔ اور یہ بات تو قرآن پاک سے ثابت ہے جسم نبوت سے لگنے والا کپڑا بھی

مشکلیں حل کرتا ہے جیسا کہ سورہ یوسف میں موجود ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا یہ میری قمیص لے جاؤ اور میرے باپ کے چہرے انور پر ڈالنا ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی جب وہ قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالی گئی اسی وقت ان کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔



محبت اولیاء اور عقیدہ سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا نَادٰی جِبْرِیْلَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ فَیُحِبُّهٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ جِبْرِیْلُ فِی السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ وَیُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِیْ اَهْلِ الْاَرْضِ (رواہ البخاری فی کتاب التوحید)

ترجمہ: ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل کو آواز دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو چنانچہ حضرت جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر حضرت جبریل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے پس تم بھی اس سے محبت کرو چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور زمین والوں کے دلوں میں اس کی مقبولیت ڈال دی جاتی ہے

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ ولیاں دے آئی
ولی نگاہ کرن جس ویلے مشکل رہوے نہ کائی

فائدہ:

اس حدیث پاک میں ولی کی محبت کا ثبوت ہے سیدنا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک وہ مقام آتا ہے ایک وہ وقت آتا ہے جب اللہ اپنے بندے سے پیار کرتا ہے۔ اللہ اپنی مخلوق سے پیار کرتا ہے اللہ اس خاکی پتلے سے پیار کرتا ہے یہ وہ مقام ہے جو بڑی مشقتوں اور محنتوں کے بعد حاصل ہوتا ہے بڑی ریاضت اور مجاہدے کے بعد حاصل ہوتا ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ بندہ اللہ سے محبت نہ کرے اور اللہ بندے سے محبت کرنا شروع کر دے۔ جب بندہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں جذب کر دیتا ہے تو اس کا عوض یہ ملتا ہے کہ خالق کائنات بندے سے محبت کرتا ہے یہ ٹھیک ہے کہ بندہ اللہ سے اتنی محبت نہیں کر سکتا جتنی خدا بندے سے محبت کرتا ہے۔

سیّد عالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے: وان تقربا الی بشبر تقربت الیہ ذراعا وان تقربا الی ذراعا تقربت الیہ باعا وان اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ (بخاری شریف کتاب التوحید)

اور اگر وہ بالشت بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میں گز بھر اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ گز بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں وان اتانی یمشی

اور جو میرے راستے میں پیدل چل کر آتا ہے اتیتہ ھرولۃ میں اپنی شان کے مطابق دوڑ کر اس کے پاس پہنچ جاتا ہوں خدا تعالیٰ کے متعلق یہ ساری باتیں جو اس حدیث شریف میں ہیں متشابہات سے ہیں کیونکہ اللہ عزوجل چلنے سے پاک ہے دوڑنے سے پاک ہے۔ ایک گز قریب ہونے سے پاک ہے بلکہ ہر وقت قریب ہے یہ بندے کا اپنا احساس ہے کہ وہ کس وقت اپنے کو اللہ کے قریب سمجھتا ہے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ بندہ تو تھوڑی سی محبت کرتا ہے لیکن اللہ

تبارک وتعالیٰ اس کی محبت کا کہیں زیادہ اس کو انعام دیتا ہے جب بندے نے اللہ سے محبت کی تو خالق کائنات نے اس کے جواب میں محبت کا عوض کیا عطا فرمایا اس محبت کا عوض یہ ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ کائنات میں ہر طرف انسانوں کے ذہنوں میں اپنے ولی کی محبت پیدا فرما دیتا ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو اللہ کی محبت کی طرف مائل کیا اور اس کے عوض خالق کائنات نے مخلوق کو آپ کی محبت کی طرف مائل کر دیا۔

جو نبی کے قریب ہوتے ہیں
آدمی خوش نصیب ہوتے ہیں
جن میں حب رسول ہو
دل ایسے کسی کو نصیب ہوتے ہیں
جو رسول خدا پہ جان نہ دے
وہ بے ادب بے نصیب ہوتے ہیں
نقش پائے رسول پہ مٹ کر
لوگ رب کے قریب ہوتے ہیں

قرآن پاک کب جمع کیا گیا؟

اور مسئلہ بدعت اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ اَبُوْ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَعَثَ اِلَىَّ اَبُوْ بَكْرٍ لِمَقْتَلِ اَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهٗ عُمَرُ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ عُمَرَ اَتَانِىْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّىْ اَخْشٰى اَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّآءِ الْقُرْاٰنِ فِى الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْاٰنٌ كَثِيْرٌ وَاِنِّىْ اَرٰى اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِىْ فِىْ ذٰلِكَ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِىْ لِلَّذِىْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ عُمَرَ وَرَاَيْتُ فِىْ ذٰلِكَ الَّذِىْ رَاٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّاِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَّا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْىَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ قَالَ زَيْدٌ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِىْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِاَثْقَلَ عَلَىَّ مِمَّا كَلَّفَنِىْ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ ھُوَ وَاللّٰہِ خَیْرٌ فَلَمْ یَزَلْ یَحُثُّ مُرَاجَعَتِیْ حَتّٰی شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرِیْ لِلَّذِیْ شَرَحَ اللّٰہُ لَہٗ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَرَاَیْتُ فِیْ ذٰلِکَ الَّذِیْ رَاَیَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُہٗ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُّ فِیْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ التَّوْبَۃِ (لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ) اِلٰی اٰخِرِھَا مَعَ خُزَیْمَۃَ اَوْ اَبِیْ خُزَیْمَۃَ فَاَلْحَقْتُھَا فِیْ سُوْرَتِھَا وَکَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ اَبِیْ بَکْرٍ حَیَاتَہٗ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَیَاتَہٗ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَۃَ بِنْتِ عُمَرَ ۔(رواہ البخاری فی کتاب الاحکام)

ترجمہ: عبید اللہ بن سباق کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مقتل یمامہ کے باعث حضرت ابوبکر نے مجھے بلایا اور ان کے پاس حضرت عمر بھی تھے چنانچہ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت عمر آ کر کہنے لگے کہ یمامہ کی لڑائی میں بہت سے قاری شہید ہو گئے اور مجھے ڈر ہے کہ دیگر تمام مقامات پر قرآن کریم کے قاری اسی طرح شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم کا اکثر حصہ ضائع ہو جائے گا لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کریم کو جمع کرنے کا حکم دیں میں نے جواب دیا کہ میں وہ کام کس طرح کروں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا حضرت عمر نے کہا لیکن خدا کی قسم وہ بہتر ہے چنانچہ حضرت عمر اس کے متعلق برابر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے میرا بھی سینہ کھول دیا جس کے لیے حضرت عمر کا سینہ کھولا تھا اور میرا نظریہ بھی وہی ہو گیا جو حضرت عمر کا تھا حضرت زید کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ تم نوجوان اور عقلمند آدمی ہو نیز تم پر لوگ کسی قسم کا الزام بھی عائد نہیں کرتے اور

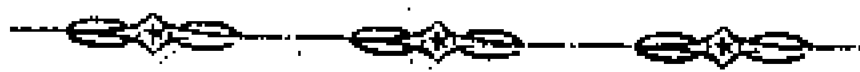
تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی بھی لکھتے رہے ہو لہٰذا تلاش کر کے تم ہی قرآن پاک کو جمع کرو حضرت زید فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا جاتا تو وہ بھی مجھ پر اتنا بھاری نہ ہوتا جتنا قران کریم کا جمع کرنا میں عرض گزار ہوا کہ آپ دونوں وہ کام کیوں کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا حضرت ابوبکر نے کہا خدا کی قسم یہ بہتر ہے چنانچہ وہ برابر مجھے اس پر آمادہ کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے میرا سینہ بھی ایسے کھول دیا جیسے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے سینے کھولے تھے اور میری بھی وہی رائے ہوگئی جوان دونوں کی تھی میں نے قرآنی آیات کو تلاش کرنا شروع کر دیا اور میں نے کھجور کے پتوں، کھالوں، ٹھیکریوں اور لوگوں کے سینوں سے اسے جمع کرنا شروع کر دیا چنانچہ مجھے سورہ التوبہ کی آخری آیت: لقد جآء کم رسول من انفسکم سے آخر تک حضرت خزیمہ یا حضرت ابوخزیمہ سے ملی تو میں نے اسے اسی سورت میں لگا دیا چنانچہ قرآن کریم کا یہ جمع شدہ نسخہ ان کی زندگی میں حضرت ابوبکر کے پاس رہا یہاں تک کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا پھر زندگی بھر حضرت عمر کے پاس جب انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا تو حضرت حفصہ بنت عمر کے پاس رہا۔

فائدہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے کہنے پر قرآن ایک جگہ جمع کروایا۔ حالانکہ یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تھا جن حضرات کو مسلمانوں کے کتنے ہی کام شرک اور بدعت نظر آتے ہیں اور رات دن مسلمانوں کو شرک و بدعت کی سوغات دیتے رہتے ہیں وہ اگر شرک و بدعت کی تعریف کسی صاحب نظر سے معلوم کریں یا نجدیت کی عینک اتار کر کتب دینیہ کو دیکھیں گے تو صورت

حال کچھ اور ہی نظر آئے گی بعض حضرات خیر القرون وغیرہ کی بدعت میں چکر لگاتے ہیں تو انہیں بھی نظر آ جائے گا کہ اگر صرف قرآن مجید ہی کو دیکھیں گے خیر القرون تو رہا ایک طرف اس پر آج تک کام ہوتا آ رہا ہے اور اسے یہ مہربان بھی جائز سمجھتے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ قرآن کریم پر قیامت تک کام ہوتا رہے گا۔ کیا اس سارے کام کو بدعت قرار دیا جا سکتا ہے ہرگز نہیں ہر نیا کام بدعت نہیں بلکہ وہ نیا کام ہے جس کے کرنے سے کوئی سنت مٹتی ہو۔ ایسا فعل سنت کی مخالفت کے باعث مذموم اور بدعت قرار پاتا ہے

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیالِ آپ اپنی حالت کے بدلنے کا



حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب

اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِیْهَا شَیْئًا اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَكَرَهٗ عَلِمَهٗ مَنْ عَلِمَهٗ وَجَهِلَهٗ مَنْ جَهِلَهٗ اِنْ كُنْتُ لَاَرَی الشَّیْءَ قَدْ نَسِیْتُ فَاَعْرِفُ مَا یَعْرِفُ الرَّجُلُ اِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَاٰهُ فَعَرَفَهٗ

(رواہ البخاری فی کتاب القدر)

ترجمہ: ابووائل کا بیان ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایسا خطبہ دیا کہ اس میں بیان کرنے سے قیامت تک کی کوئی چیز نہیں چھوڑی جان گیا جو جان اور بھول گیا جو بھول جب میں کسی چیز کو دیکھتا ہوں جسے بھول گیا تھا تو اسے جان جاتا ہوں جیسے کوئی شناسا گم ہو جائے لیکن دیکھنے پر اسے پہچان لیا جاتا ہے

فائدہ:

اس حدیث پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا بیان ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک ہر

چیز کو بیان فرمادیا کسی چیز کو بھی نہیں چھوڑا ہر چیز کو بیان فرمادیا۔ سبحان اللہ یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیع علم غیب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ علومِ غیبیہ عطا فرمائے ہیں اس لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ بیان فرمادیا۔

نگاہِ نبوت اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ زُمْرَةٌ هِیَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تُضِیْءُ وُجُوْهُهُمْ اِضَائَةَ الْقَمَرِ فَقَامَ عُکَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْاَسَدِیُّ یَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَیْهِ قَالَ اُدْعُ اللّٰهَ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكَ عُکَّاشَةُ

(رواہ البخاری فی کتاب اللباس)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں سے جنت میں ایک ایسی جماعت داخل ہوگی جن کی تعداد ستر ہزار ہوگی اور ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے چنانچہ حضرت عکاشہ بن محصن اسدی اپنی چادر کو سنبھالتے ہوئے کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شمار فرمالے آپ نے کہا: اے اللہ! اسے ان میں شمار فرما۔ پھر انصار میں سے ایک آدمی کھڑا ہوکر عرض گزار ہوا یارسول

اللہ! میرے لیے بھی دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شمار فرمائے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

فائدہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ستر ہزار افراد ایسے ہوں گے کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ قربان جائیں اس معجزنما نگاہ پر جس کو جنت میں داخل ہونے والے اپنے امتی اس دنیا میں رہتے ہوئے اتنی مدت پہلے نظر آرہے تھے۔ ان کے چہروں کی حالت بھی نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پنہاں نہ تھی اور ان باتوں کا آپ نے اتنا عرصہ پہلے اظہار فرمادیا تھا تاکہ امتی خوش ہوجائیں اور انہیں اطمینان ہوجائے کہ ان کی جانی اور مالی قربانیاں بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت حاصل کرچکی ہیں۔ انہوں نے اپنے پیدا کرنے والے کو خوش کرنے مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا ہے تو خدا نے بھی ان کی مہمان نوازی کا اہتمام کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرت کے حالات واقعات تو رہے ایک طرف دنیاوی حالات سے بھی بے خبر جانے پس دیوار کی چیزوں اور کل کی باتوں سے ناواقف ٹھہرائے تو درحقیقت اس نے اللہ کے رسول کو مانا ہی نہیں ہے پرودگار عالم نے اپنے فضل وکرم سے جو اپنے محبوب کو خلیفہ اعظم بنایا۔ اور انہیں ساری کائنات سے بڑھ کر علم اور اختیار مرحمت فرمایا وہ اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتا گویا وہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے نہ اپنے خدا کے دین کا قائل اور نہ اپنے نبی کے مقام کو تسلیم کرنے والا گویا ایک جانب کلمہ گوئی ہے اور دوسری جانب کلمہ گوئی کا انکار یہ عجیب ہی قسم کی مسلمانی ایجاد ہوئی ہے کہ ایمان اور کفر دونوں کو شیر وشکر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ یہ تو اجتماع ضدین ہے جو سراسر محال ہے یعنی دن کے اجالے میں یہ عجیب آنکھ مچولی اور ستم ظریفی ہے۔

ذِیَابٌ فِیْ ثِیَابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد گو کہ تسلیم زبانی ہے

قیامت کے دن سب کے مشکل کشا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور عقیدہ سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ وَيَقُوْلُ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ الَّذِي اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيْلًا فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ ائْتُوْا مُوْسَى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ ائْتُوْا عِيْسٰى فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَاِذَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُقَالُ لِيَ ارْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَحْمَدُ رَبِّيْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا ثُمَّ

اُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَقَعُ سَاجِدًا مِثْلَهُ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ حَتّٰى مَا بَقِيَ فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَكَانَ قَتَادَةُ يَقُوْلُ عِنْدَ هٰذَا اَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ

(رواہ البخاری فی کتاب الرقاق)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزِ قیامت جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو اکٹھا کرے گا تو وہ کہیں گے کہ کاش کوئی ہمارے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کرتا تا کہ ہم اس جگہ سے چھٹکارا پاتے پس وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ کے اندر اپنی خاص روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم فرمایا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا لہٰذا اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیے چنانچہ وہ اپنی لغزش کا ذکر کر کے فرمائیں گے کہ تمہارا کام مجھ سے نہیں نکلے گا تم حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے خلیل بنایا چنانچہ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو وہ اپنی ایک لغزش کا ذکر کر کے فرمائیں گے کہ تمہاری یہ بات مجھ سے نہیں بنے گی تم حضرت موسیٰ کے پاس جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا پس وہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے تو وہ اپنی ایک لغزش کا ذکر کر کے فرمائیں گے کہ تمہاری یہ بگڑی مجھ سے نہیں بنائی جائے گی تم حضرت عیسیٰ کے پاس جاؤ چنانچہ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے تو وہ فرمائیں گے کہ تمہارا مقصد میرے ذریعے حاصل نہیں ہوگا تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ کہ ان کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں معاف فرما دی گئیں تھیں پس وہ میرے پاس آئیں گے چنانچہ میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا اور جب اسے

دیکھوں گا تو اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا پس اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے اس حالت میں رکھے گا پھر فرمایا جائے گا' اپنا سر اٹھاؤ جو مانگو گے دیا جائے گا' جو کہو گے سنا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی پھر میں اپنا سر اٹھا کر اپنے رب کی ایسی حمد وثناء بیان کروں گا جو مجھے سکھائی جائے گی اور اس کے بعد شفاعت کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر فرمادی جائے گی پھر میں دوزخ سے کچھ لوگوں کو نکال کر جنت میں داخل کردوں گا پھر جب لوٹ کر آؤں گا تو پہلے کی طرح سجدہ ریز ہو جاؤں گا اسی طرح تیسری اور چوتھی مرتبہ بھی یہاں تک کہ وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جن کو قرآن کریم نے روکا ہوگا۔ قتادہ یہ بیان کر کے فرماتے ہیں کہ جن پر جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہے۔

فائدہ:

اس حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ خدا کی ساری مخلوق میں سیدنا محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا باب شفاعت کھولنے والا اور کوئی نہیں ہے شفاعت کبریٰ اسی کا نام ہے اور اس کا سہرا دست قدرت نے صرف اپنے محبوب کے سر پر سجایا ہے جنہیں آج یہ بات بخوبی معلوم ہے انہیں بھی قیامت میں بھلا دیا جائے گا اور لوگ وفد بنا کر حضرت آدم علیہ السلام سے سے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر بڑی سے بڑی سرکار میں حاضر ہو کر شفاعت کرنے کی درخواست پیش کریں گے اور اپنا حال زار عرض کریں گے۔ صفی و نجی اور خلیل وکلیم علیہم السلام تک نفسی نفسی کہہ رہے ہوں گے اور لوگوں کی عرض سن کر: اذھبوا الی غیری سنائیں گے آخر میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کریں گے تو وہ بتائیں گے تم اِدھر اُدھر کیوں پھرتے رہے اس شفاعت کا تاج تو پروردگار عالم نے اپنے حبیب سرور انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر سجایا ہے یہ کام صرف وہی کر سکتے ہیں۔ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض مدعا کریں گے تو آپ

فرمائیں گے اَنَا لَہَا اس کے لیے میں ہوں۔ سبحان اللہ اسی کے لیے پروردگار عالم نے اپنے محبوب سے یوں وعدہ فرمایا ہوا ہے:

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (79:17)

ترجمہ: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

پروردگار عالم نے یہ جس مقام پر اپنے محبوب کو کھڑا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے یہی تو مقام محمود ہے یہی شفاعت کبریٰ کی جگہ ہے جہاں وہ اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں شفاعت کی درخواست پیش کریں گے اسی کو وسیلہ کہتے ہیں اسی کو فضیلت کہا جاتا ہے. اور یہی جگہ ہے جو درجہ رفیع کہلاتی ہے جس کے لیے اذان سننے کے بعد ہر مسلمان دعا کرتا ہے کہ اے الٰہی! یہ مقام ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما یہ مقام اپنے محبوب کو عطا فرمانے کا اگرچہ خدا نے وعدہ فرمایا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود جو مسلمان پھر بھی یہ دعا کرے کہ وہ احادیث مطہرہ کے مطابق غلامی کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے آپ کو حضور کی شفاعت کا مستحق بناتا ہے۔

غور کا مقام ہے کہ میدان محشر کی ہولناکی سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں کہ اس کے باعث خدا کے سب سے لاڈلے بندے حضرات انبیاء کرام بھی نفسی نفسی پکار اٹھیں گے خدائے ذوالمنن نے اپنے بندوں سے اس عظیم مصیبت کو دفع فرمانے کے لیے اپنے محبوب کو دافع البلاء بنایا ہے اسی وقت اپنے بندوں کی اس حاجت کو پورا کرنے کے لیے اپنے محبوب کو حاجت روا بنایا ہے اور ان کی اس سب سے بڑی مشکل کو آسان کرنے کے لیے اپنے محبوب کو مشکل کشا بنایا ہے اور سب کو بتا دیا ہے کہ وہ رحمۃ للعالمین ہیں اسی لیے تو مسلمان کے دل سے پوری عقیدت اور محبت کے ساتھ یہ صدائیں بلند ہوتی ہیں۔

خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خداداد مقام ومنصب کو تسلیم کرے اپنے پیدا کرنے والے کے دین اور اپنے نبی کے اس خداداد منصب کا انکار نہ کرے ان کے مشکل کشا اور حاجت روا ہونے پر جان ودل سے ایمان لائے ورنہ انکار کی صورت میں بروز حشر کس سے مشکل حل کروائیں گے کس سے حاجت روائی ہوگی رہا خدا کا کرم فرمانا تو رہ اپنے محبوب کے واسطے کے بغیر تو جلیل القدر پیغمبروں تک کو بھی میدان محشر کی ہولنا کیوں سے نہیں نکالے گا اور نہ محبوب پروردگار کے سوا اس روز کوئی بڑے سے بڑا بھی بارگاہ خداوندی میں لب کشائی کی جرأت کرے گا شان رسالت کے منکرین کو اسی لیے تو ان کے بھلے کی خاطر یوں فہمائش کی جاتی ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اور سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے کا بھی پتا چل گیا کہ وہ بھی اس بات کے قائل تھے اگر ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو اس حدیث کو اپنی صحیح بخاری شریف میں درج نہ کرتے۔

وفات کے بعد یارسول اللہ یا نبی کہنا

اس بارے میں حضرت سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

فَكَشَفَ عَنْ وَّجْهِهٖ ثُمَّ اَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهٗ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ بِاَبِىْ اَنْتَ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ اَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِىْ كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا (رواہ البخاری فی کتاب الجنائز)

ترجمہ: چہرہ مبارک کھولا پھر جھکے اور آپ کو بوسہ دیا' پھر رو پڑے اور کہا: یا نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا جو موت آپ کے لیے لکھی گئی تھی وہ وارد ہو چکی۔

فائدہ:

اس حدیث پاک میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد بوسہ بھی دیا اور یا کے لفظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا یعنی یا نبی اللہ کہا' حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے ہیں اس حدیث سے پتا چل گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیارے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کے لفظ سے مخاطب کرتے دنیاوی زندگی میں بھی اور وصال کے بعد بھی اور اس سے سیّدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی اس بارے میں واضح ہو گیا کہ وہ

بھی یا کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرنے کے قائل تھے اگر ان کا عقیدہ اس کے برعکس ہوتا تو وہ بھی اس روایت کو اپنی صحیح بخاری شریف میں درج نہ کرتے لیکن آج کل کچھ لوگ یارسول اللہ! کہنے سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو راہ حق نصیب فرمائے۔ آمین



اقوال زرّیں

جس نے ارادۃً نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا۔ (حدیث نبوی)
جو برے آدمی پر رحم نہیں کرتا وہ اس سے بھی برا ہے۔ (حضرت شفیق بلخی)
توکل یہ ہے کہ تو زندگی کو ایک دن کے لیے جانے اور کل کے لیے فکر نہ کرے۔
(بایزید بسطامی)
اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔ (حدیث نبوی)
جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت نہ بناؤ۔ (حضرت عیسیٰ)
اگر محبت دنیا کے سوا ہمارا اور کوئی گناہ نہ ہو تب بھی ہم مستحق دوزخ ہیں۔
(غوث اعظم)
عورت اگر محافظ عصمت ہے تو اس کی معمولی فروگزاشتوں سے درگزر کرو۔
(امام غزالی)
کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دلآزاری ہے خواہ مومن کا ہو یا کافر کا۔
(مجدد الف ثانی)
تیری غفلت کی علامت اہل غفلت کے پاس بیٹھنا ہی ہے۔
(حضرت غوث اعظم)
جس شخص کی زبان اس پر حکمران ہو تو وہی اس کی موت اور ہلاکت کا فیصلہ کرتی ہے۔ (حضرت علی)
ناراض ہونے کے خیال سے حق بات دوست کو نہ بتلانا حق دوستی نہیں۔
(مجدد الف ثانی)

مصائب کا مقابلہ صبر سے اور نعمتوں کی حفاظت شکر سے کرو۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
جو شخص مال کافی رکھتا ہو تو اس کے لیے کسب کرنے سے عبادت بہتر ہے۔
(امام غزالی)
بوعلی سینا سے پوچھا گیا، بھائی بہتر ہے یا دوست جواب دیا بھائی اگر دوست ہووے۔
کھانے کا عیب نہ کرو ناپسند ہو تو مت کھاؤ۔ (امام غزالی)
گناہ جوان کا بھی اگرچہ بد ہے لیکن بوڑھے کا بدتر ہے۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ)
جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو کلام کم ہو جاتا ہے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
کسی کا کم علمی کا اندازہ اس کے کثرت کلام سے ہوگا۔ (بوعلی سینا)
جو خواہشات نفسانی پر غالب آئے وہ فرشتوں سے اچھا ہے۔
(حضرت بن درد)
دنیا کی مصیبتیں بظاہر زخم ہیں مگر درحقیقت ترقیوں کا موجب ہیں۔ (مجدد الف ثانی)
حقیقی خائف وہ ہے جو خوف الٰہی سے گناہ ترک کردے۔ (حضرت اسحاق)
صحیح الکلام شیریں زبان اور فصیح البیان ہونا دنیا کی بہترین چیزوں میں سے ہے۔ (بوعلی سینا)
زندگی بغیر محبت کے مصیبت اور بغیر عقل کے حیوانیت ہے۔ (بطلیموس)
بہترین قول ذکر ہے، بہترین فعل عبادت اور بہترین خصلت علم ہے۔ (بوعلی سینا)
حکومت اور عورت کی محبت کو چھوڑنا صبر سے زیادہ کڑوا ہے۔ (حضرت سفیان ثوری)
اگرچہ کوئی قدرشناس نہ ملے مگر تو اپنی نیکی کو بند نہ کر۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)
کسی کی دشمنی یا کینہ کے خیال میں ایک رات بھی مت گزار۔
(حضرت غوث اعظم)
انجام کی خرابی ابتدا کی برائی سے ہوتی ہے لہٰذا ابتدا کو اچھا بنا۔ (حضرت فضیل)

مخلوق سے ایسا معاملہ کرو جوان سے اپنے حق میں پسند کرتے ہو۔ (امام غزالی)

حرام کا ایک لقمہ چھوڑنا دوسو رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(حدیث نبوی)

ماں باپ کا بیٹے کے مال میں جبراً تصرف کرنا ظلم نہیں۔ (امام غزالی)

جب تک کسی شخص کا پوری طرح حال معلوم نہ ہو اس کی نسبت بزرگی کا اعتقاد نہ رکھ۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

اوروں کے ساتھ ہر دم نیک گمان رکھ اور اپنے نفس پر بدظن رہ۔ (غوث اعظم)

عورت کے ساتھ نیک خو رہنا چاہیے اس کو رنج نہ دے بلکہ اس کا رنج سہے۔

(امام غزالی)

اگر بنی آدم کے تمام اعمال نیک ہوتے تو اس بات کا تکبر انہیں ہلاک کر دیتا۔

(حسن بصری)

جو کام لوگوں کے سامنے کرنا مناسب نہیں مناسب ہے کہ اسے چھپ کر بھی نہیں کرنا چاہیے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

گناہ کے بعد ندامت بھی توبہ کی شاخ ہے۔ (مجدد الف ثانی)

زبان کو شکوہ سے روک خوشی کی زندگی عطا ہو گی۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ)

مصیبت کی شکایت سے پرہیز کر اس سے خدا ناراض دشمن خوش اور دوست غمگین ہوتا ہے۔ (حضرت محمد بن حنیفہ ابن علی)

دعوت قبول کرنے میں امیر و غریب کا فرق مت کر راہ دور ہونے کی وجہ سے دعوت رد نہ کر۔ (امام غزالی)

رحمت کو لے کر کیا کرے گا رحیم کو لے ہر متقی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہے۔

(غوث اعظم)

شکایت کا ترک کرنا صبر ہے۔ (امام جعفر رضی اللہ عنہ)

تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا اور عمل کرنا پھر اوروں کو سکھانا ہے۔

(حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ)

ایسے فائدے سے درگزر کر جو دوسروں کے نقصان کا باعث ہو۔ (خلیفہ مامون رشید)

کون سی شیرینی ہے جو چکھنے والے کو ہلا کر دیتی ہے، شہوت۔ (حکیم اقلیدس)

مرد کا امتحان عورت سے عورت کا روپیہ پیسہ سے اور روپے کا آگ سے۔

(فیثا غورث)

جس بات سے تو اپنے دوست کو روبرو خطاب کرنا پسند نہ کرے وہ غیبت ہے۔ (حضرت زہری)

مکانوں کے بنانے میں عمر صرف کر رہا ہے بسیں گے دوسرے حساب دے گا تو۔ (غوث اعظم)

گوشہ نشینی بے فائدہ اشغال سے منہ موڑنے کا نام ہے۔ (حضرت مجدد الف ثانی)

زندگی میں تین چیزیں نہایت سخت ہیں خوف مرگ، شدت مرض، ذلت قرض۔

(بوعلی سینا)

خواہش نفسانی کو علم کے ساتھ اور غضب کو حلم کے ساتھ مار ڈال۔

(حضرت علی رضی اللہ عنہ)

جو شخص حرام کھاتا ہے اس کے تمام اعضاء گناہ میں پڑ جاتے ہیں۔ (امام غزالی)

عجب یہ ہے کہ اپنے اعمال صالحہ اپنی نظر میں پسندیدہ دکھائی دیں۔

(مجدد الف ثانی)

تیری جوانی تجھ کو دھوکہ نہ دے یہ عنقریب تجھ سے لے لی جائے گی۔

(غوث اعظم)

نہایت خوشحالی اور نہایت بدحالی برائی کی طرف لے جاتی ہے۔ (بوعلی سینا)

تیرے لیے اسباب جہنم تیرے ہی ہاتھ پاؤں آنکھ دل اور خصوصاً زبان ہے۔

(شاہ احمد کاشانی)

اللہ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھنا افضل ترین ایمان ہے۔ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ)

اہل جنت کو کسی چیز کا افسوس نہیں ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گزری۔ (حدیث نبوی)

جو کسب مقدار ضرورت سے زیادہ طلبی کے لیے ہو وہ کسب سب گناہوں کا سردار ہے۔ (امام غزالی)

جو شخص انتقام کے طریقوں پر غور کرتا رہتا ہے اس کے زخم ہمیشہ تازہ رہتے ہیں۔ (بوعلی سینا)

دوسروں کے مال کی طمع نہ کرنا بھی داخل سخاوت ہے۔ (امام جعفر)

اسراف اس کا بھی نام ہے کہ جس چیز کو انسان کی طبیعت چاہے کھائے۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ)

تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ کو جانتا ہو اور پھر کسی اور چیز کا ذکر کرے۔ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ)

ضروریات کو کم کر لینا سب سے زیادہ مالداری ہے۔ (بطلیموس)

حسد کو چھوڑنے کی دوا ترک دینا ہے۔ (حضرت فرقد السنجی)

جب آدمی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (حدیث نبوی)

جو شخص خود اپنے نفس کی اصلاح نہیں کرتا وہ دوسروں کے حق میں کبھی مصلح نہیں بن سکتا۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

صوفی وہ ہے جس کا کردار موافق گفتار کے ہو۔ (گنج شکر)

فرشتے کبھی بیمار نہیں ہوتے کیونکہ وہ کھاتے نہیں۔ (حضرت طاؤس)

(صلی اللہ علیہ وسلم۔ رضی اللہ عنہم، رحمۃ اللہ علیہم)

ان ہی مقدس اقوال پر اس کتاب کو ختم کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

اللہ تعالیٰ مجھ گنہگار کی اور میرے اساتذہ کرام اور میرے والدین اور پوری امت مسلمہ کی بخشش فرمائے۔اور دارین کی برکات سے نوازے۔

آمین یارب العالمین

بحرمة سيدالانبياء والمرسلين عليه الصلوة ولتسليم وعلى اله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الرحمين

ابوالفیض محمد شریف القادری رضوی